\MD ASADULLAH\Downloads\10.12.2018 (1).inp 10-12-2018 22:23 PAGE 1 (1,1)

امارت شرعیہ بہار، اڈیشہ و جھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب

پھلواری شریف پٹنہ

مدیر
مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

معاون
مولانا رضوان احمد ندوی

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 48 مورخہ یکم ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۰؍دسمبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

اس شمارہ میں

- اللہ کی باتیں، رسول اللہ کی باتیں
- دینی مسائل
- ڈاکٹر مناظر الدین (یادوں کے چراغ)
- الخطب القاسمیہ (تبصرہ کتاب)
- علوم اسلامی کے میدان میں......
- فقہی اختلاف کے سلسلہ میں......
- بعثت رسولؐ کے مقاصد......
- اخبار جہاں، ہفتہ رفتہ، ملی سرگرمیاں

دعوت وتبلیغ کار نبوت

علامہ سید سلیمان ندوی

اسلام ایک پیغام الٰہی ہے اوراس پیغام کی حامل امتِ مسلمہ ہے، یہ وہ حقیقت ہے جس کی طرف سے نہ صرف عام مسلمان بلکہ مسلمان علماء اور مشائخ تک نے اس سے اعراض اور تغافل برتا اوراس حقیقت کو بالکل بھلا دیا ہے۔اسی کا نتیجہ ہے کہ مسلمان اپنے کوان ہی معنوں میں قوم سمجھنے لگے جن معنوں میں دنیا کی قومیں اپنے کوقوم سمجھتی ہیں،ان میں سے کوئی تو وطنیت کے سہارے اپنی قومیت کی دیوار کھڑی کرتا ہے، کسی نے نسل کو قومیت کا معیار سمجھا اوران میں سے جو سمجھ رکھتے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان قوم قومیت اور نسل سے نہیں بلکہ مذہب کی بنیاد پر قوم ہے حالانکہ حقیقت اس سے بھی آگے ہے اور وہ یہ کہ مسلمان وہ جماعت ہے جواللہ کی طرف سے ایک خاص پیغام لے کر دنیا میں آئی ہے،اس پیغام کو قائم رکھنا اوراس کو پھیلانا اوراس کی طرف لوگوں کو دعوت دینا اس کی زندگی کا تنہا فریضہ ہے،اس پیغام کے ماننے والوں کی ایک برادری ہے جس کے حقوق ہیں،اور یہی ان کی قومیت ہے۔

اس حقیقت کے ظاہر ہونے کے بعد مسلمان قوم کا سب سے بڑا فرض اس پیغام الٰہی کی معرفت،اس کی بجا آوری، اس کی تعلیم، اس کی دعوت اوراس کی اشاعت اوراس کے حلقہ بگوشوں کی ایک پوری برادری کا قیام اوراس کے حقوق کو بجالانا ہے۔لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں نے ایک ہی صدی کے اندر اندر اپنے اس فرض کو بھلا دیا۔ ہمارے سلاطین اور بادشاہوں نے ملک گیری اور کشور کشائی پر قناعت کی اور عیش وآرام اور جاگیر وخراج کی دولت کو اپنی زندگی کا ماحصل قرار دیا،علماء نے درس وتدریس اور فتنوں سے عزلت نشینی کی زندگی پر کفایت کی، درویشوں اور صوفیوں نے تسبیح وسجادہ کی آرائش پر بس کی اور زندگی کے کاروبار سے اپنے کو الگ کرلیا،نتیجہ یہ ہے کہ امت رہبری اور رہنمائی کے بغیر اپنے حال سے غافل ہوکر رہ گئی اور امت مسلمہ کی زندگی کی غرض وغایت اس کے سارے طبقوں کی نگاہوں سے مخفی ہوگئی۔

امت مسلمہ کا فریضہ: قرآن پاک اوراحادیث صحیحہ کے نصوص سے یہ ثابت ہے کہ امت مسلمہ اپنے نبی کی تبعیت میں امم عالم کی طرف مبعوث ہے۔اس امت کو باہر ہی اس لیے لایا گیا ہے کہ وہ دعوت وتبلیغ اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فرض کو انجام دے جیسا کہ یہ آیت پاک کھلے لفظوں میں ظاہر کر رہی ہے۔(تم اے مسلمانو! بہترین امت ہو جولوگوں کے لیے ظاہر کی گئی،اچھے کاموں کو بتاتے ہو اور برے کاموں سے روکتے ہو۔)

اس آیت نے بتایا کہ امت مسلمہ دنیا کی دوسری امتوں کے لیے باہر لائی گئی ہے۔اس کی پیدائش کی غرض بھی یہی ہے کہ وہ امم عالم کی خدمت کرے اوران میں خیر کی دعوت اور معروف کی اشاعت اور منکر کی ممانعت کرے۔ایسی حالت میں اگر یہ امت اپنے اس فرض سے غفلت برتے تو وہ اپنی زندگی کے مقصد کے پورا کرنے سے عاری ہے۔اس آیت سے چند آیتیں اوپر یہ تصریح ہے کہ ہر زمانہ میں امت مسلمہ پر یہ فرض کفایہ ہے کہ اس کی کچھ جماعت اسی کام میں لگی رہے اور اگر اس سے مسلمانوں کے کسی جماعت نے پہلو تہی کی تو ساری امت مسلمہ گنہگار ٹھہرے گی اور اگر کچھ جماعتوں نے اس فرض کو انجام دیا تو یہ فرض پوری امت کی طرف سے ادا ہوجائے گا۔ارشاد ہے۔(اور چاہیے کہ تم میں سے ایک جماعت ایسی رہے جولوگوں کو نیکی کی دعوت کرتی رہے اوراچھے کاموں کی تعلیم دیتی رہے اور بری باتوں سے روکتی رہے،اور یہی وہ لوگ ہیں جوفلاح پانے والے ہیں۔)

پوری امت کی صلاح وفلاح اور دوا ومعالجہ کے لیے یہی جماعت ذمہ دار ٹھہرائی گئی،اس کے تین فرض قرار دیئے گئے۔پوری امت بلکہ ساری انسانیت کو خیر کی دعوت،معروف کی اشاعت اور منکر کی ممانعت، جب تک اور جس نسبت سے امت کے اندر اس جماعت کے افراد رہے یہ فریضہ پورا ہوتا رہا اور حدیث خیر القرون کے مطابق جماعت صحابہ، جماعت تابعین اور ؤؤؤؤ جماعت تبع تابعین کے بعد جماعت گھٹ کر افراد رہ گئے۔

دولت وسلطنت مقصود اول نہیں: اس راہ میں سب سے بڑی ضلالت دولت وسلطنت کے منتہائے مقصود سمجھنے سے آئی اور حضور انورؐ کا یہ خیال کہ **انی لا اخاف علیکم الفقر ولکن اخاف ان تبسط علیکم الدنیا** بالکل درست نکلا۔دنیا نے جب اپنی وسعتوں،عیش پرستیوں اور دولت مندیوں کے ساتھ مسلمانوں پر سایہ ڈالا تو وہ صرف کشورستانی، ملک گیری اور باج وخراج کو امت مسلمہ کی زندگی کا حاصل سمجھے اور دولت اسلام کے بجائے مسلمانوں کی سلطنت پر قانع ہوگئے۔یعنی ایسی سلطنت کو اپنا مقصد سمجھ بیٹھے جس کا حاکم کوئی مسلمان نام ہو، حالانکہ مقصد یہ تھا کہ اسلام کی شریعت اوراسلام کی سیاست عادلہ کی حکومت قائم کی جائے اور یہ سلطنت وحکومت اس نظام عدل کے قیام کا سب سے بڑا اور سب سے قوی ذریعہ ہو جیسا کہ اس آیت پاک کا منشا ہے۔(وہ لوگ جن کو ہم زمین میں طاقت بخشیں تو نماز کھڑی کریں اور زکوۃ دیں اوراچھی بات کا حکم کریں اور بری بات سے روکیں اور اللہ ہی کے لیے ہے کاموں کا انجام۔)

امت مسلمہ جانشین نبی ہے: امت مسلمہ فرائض نبوت میں سے دعوت خیر اور امر معروف اور نہی منکر میں نبی کی جانشین ہے،اس لیے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو کارِ نبوت کے جو تین فرض عطا ہوئے ہیں، تلاوتِ احکام، تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ، یہ تینوں فرض امت مسلمہ پر بھی بطور کفایہ عائد ہیں، چنانچہ قرناً بعد قرن اکابر ائمہ امت نے ان تینوں فریضوں کی ادائیگی میں پوری توجہ اور کوشش مبذول فرمائی ہے اوران ہی کے مجاہدات کا نور ہے جس سے کاشانہ اسلام میں روشنی ہے، نبوت کے یہ تینوں فرض اس آیات میں یکجا ہیں۔(ایک رسول ان ہی میں سے جواللہ کی آیتوں کو پڑھ کر سناتا اوران کو پاک وصاف کرتا اور کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔)

تعلیم وتزکیہ کی یکجائی: رسول کریم علیہ السلام والتسلیم نے ان تینوں فرائض کو بحسن خوبی انجام دیا۔لوگوں کو احکام الٰہی اور آیات ربانی پڑھ کر سنائے،اوران کو کتاب الٰہی اور حکمت ربانی کی باتیں سکھائے اوراسی پر اکتفانہ کی بلکہ اپنی صحبت، فیض تاثیر اور طریق تدبیر سے پاک وصاف بھی کیا۔نفوس کا تزکیہ فرمایا۔قلوب کے امراض کا علاج کیا اور برائیوں اور بدیوں کے زنگ اور میل کو دور کرکے اخلاق انسانی کو نکھارا اور سنوارا، یہ دونوں ظاہری وباطنی فرض یکساں اہمیت سے ادا ہوتے رہے، چنانچہ صحابہؓ اوران کے بعد تابعین اور پھر تبع تابعین کے تین فرقوں تک یہ دونوں ظاہری وباطنی کا اسی طرح توام رہے، جواستاذ تھے وہ شیخ تھے،اور جو شیخ تھے وہ استاد تھے، وہ جو مسند درس کو جلوہ دیتے تھے وہ خلوت کے شب زندہ دار اور اپنے ہمنشینوں کے تزکیہ وتصفیہ کے بھی ذمہ دار تھے، ان تینوں طبقوں میں استاذ اور شیخ کی تفریق نظر نہیں آتی۔

تعلیم اور تزکیہ میں تفریق: اس کے بعد وہ دور آنا شروع ہوا جس میں مسند ظاہر کے درس گو، باطن کے کورے اور باطن کے روشن دل، ظاہر سے عاری ہونے لگے اور عہد بہ عہد ظاہر وباطن کی یہ خلیج بڑھتی ہی چلی گئی، تا آنکہ علوم ظاہر کے لیے مدارس کی چہار دیواری اور تعلیم وتزکیہ باطن کے لیے خانقاہوں اور رباطوں کی تعمیر عمل میں آئی اور وہ مسجد نبوی جس میں یہ دونوں جلوے یکجا تھے،اس کی تجلیات مدرسوں اور خانقاہوں کے دو حصوں میں تقسیم ہوگئیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدارس سے علماء دین کی جگہ علمائے دنیا نکلنے لگے اور باطن کے مدعی علم شریعت کے اسرار وکمالیات سے جاہل ہوکر رہ گئے۔

فلاح دونوں کی یکجائی میں ہے: تاہم اس دور کے بعد بھی ایسی ہستیاں پیدا ہوتی رہیں جن میں نور نبوت کے یہ دونوں رنگ بھرے تھے اور غور سے دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ اسلام میں جن بزرگوں سے فیض پہنچے اور پھیلے وہ وہی تھے جوان دونوں کے جامع تھے۔ ہندوستان میں جن بزرگوں کے دم قدم سے اسلام کی روشنی پھیلی وہ حقیقت میں وہی تھے جن کی ذات میں مدرسہ اور خانقاہ کے کمالات کی جامعیت تھی کہ وہ اسوۂ نبوت سے قریب تر تھے اس لئے ان کا فیض بعید سے بعید تر حصہ تک پھیلتا چلا گیا۔ پھر ان کے بعد ان کے فیوض وبرکات کے جو حامل ہوئے،ان سے دنیا کو جو فیض پہنچا اور دین کی اشاعت وتبلیغ اور قلوب ونفوس کے تزکیہ وتصفیہ کا جو کام انجام پایا وہ بھی ظاہر وباطن کی اسی جامعیت کے آئینہ دار تھے اور آئندہ بھی سنن الٰہیہ کے مطابق دین کا فیض جن سے پھیلے گا وہ وہی ہوں گے جن کے اندر مدرسیت اور خانقاہیت کی دوسوتیں ایک چشمہ بن کر بہیں گی۔ حاصل یہ کہ امت محمدیہ کے مزاج کے مطابق یہ ضروری ہے کہ داعی، دعوت اور طریق دعوت تینوں چیزیں ٹھیک ٹھیک طریق نبوت کے مطابق ہو۔

ملت کا اتحاد

’’ہماری اصل طاقت ملت کا اتحاد ہے، اگر ہم نے اپنے آپ کو انتشار سے محفوظ نہیں رکھا اور مشترک مقاصد کے لیے مل جل کر کام کرنے کی کوشش نہیں کی تو ہمارے لیے اس ملک میں ایک باعزت قوم کی حیثیت سے باقی رہنا مشکل ہوجائے گا، اس لیے موجودہ عالمی اور خاص کر ملکی حالات کے پس منظر میں اس بات کی کوشش کرنی چاہیے کہ ہم ہر قیمت پر ملت کے اتحاد کو باقی رکھیں، اخلاقی مسائل میں اعتدال کا راستہ اختیار کریں اور اپنی زبان وقلم کو امت کے درمیان تفریق وانتشار کا ذریعہ نہ بنائیں۔‘‘ (مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم)

بلا تبصرہ

’’کتنا اچھا ہوتا اگر اعلیٰ عہدوں پر بیٹھے ملک کے لیڈران رام، راون، ہنومان، شادراج، یا سبری جیسے رامائن کرداروں کی ذلت جیسے غیر ضروری مسئلوں پر الجھنے کے بجائے خستہ حال قانون، انتظام، جرائم پر قابو، عورتوں کے تحفظ، جہالت، بھوک مری، غریبی، بے روزگاری، مہنگائی، بدعنوانی اور ہر روز کسانوں کے ذریعہ کی جارہی خودکشی جیسے بنیادی اور ضروری مسئلوں پر اپنی بات رکھتے، مگر ایسا شاید ہی ممکن ہے، نیتا ہونے کا مطلب جنتا سے جڑے اور ضروری مسائل پر بات کرنے کی گارنٹی تھوڑی ہے۔‘‘ (پشوپتی جھا، ہندوستان ۴؍دسمبر ۲۰۱۸ء)

rs\MD ASADULLAH\Downloads\10.12.2018 (1).inp 10-12-2018 22:23 PAGE 2 (1,1)

اللہ کی باتیں ـــــ رسول اللہ کی باتیں

مولانا رضوان احمد ندوی

تین نعمتیں:

قسم ہے چاشت کے وقت کی اور قسم ہے رات کے وقت کی، جب تاریکی گہری ہو جائے، آپ کے رب نے آپ کو نظر انداز نہیں کیا ہے اور نہ ہی آپ سے ناراض ہوا ہے اور یقیناً آخرت آپ کے لیے دنیا سے بہتر ہے اور جلد ہی آپ کو آپ کا رب اتنا کچھ عطا فرمائیں گے کہ آپ خوش ہو جائیں گے، کیا اس نے آپ کو یتیم نہیں پایا تو آپ کو پناہ دی، آپ کو راستہ سے ناواقف پایا تو رہنمائی کی، آپ کو غریب پایا تو دولت مند کر دیا، تو یتیم پر سختی نہ کیجئے اور مانگنے والے کو نہ جھڑکئے اور اپنے رب کی نعمتوں کا ذکر کرتے رہئے۔ (سورہ الضحیٰ)

مطلب: قرآن مجید کی اس سورہ میں اللہ رب العزت نے محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دلجوئی، دلداری اور ان پر بے پایاں رحمتوں اور نعمتوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آپ کے رب نے آپ کو تنہا نہیں چھوڑا ہے، اس لیے آپ کسی کی باتوں سے ہرگز کبیدہ خاطر نہ ہوئیے، آپ کے دشمن مغلوب ہوں گے اور آپ کا دین غالب ہوتا جائے گا، آپ کا آپ کے رب کے نزدیک بلند مقام ہے، جو اولین و آخرین میں سے کسی کو نصیب نہیں ہوا، پھر اللہ رب العزت نے تین نعمتوں کا خصوصیت کے ساتھ تذکرہ کیا: اول یہ کہ آپ یتیم تھے، آپ کے والد عبداللہ کا انتقال اس وقت ہو گیا تھا، جب آپ مادر شکم میں تھے، جب آپ کی ولادت ہوئی چھ ماہ کے بعد والدہ بھی رخصت ہو گئیں، اللہ نے آپ کے چچا ابوطالب کے دل میں آپ کی شفقت و محبت ڈال دی، انہوں نے آپ کی اچھی طرح پرورش و پرداخت کی، اس کا تقاضا یہ ہے کہ آپ یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کیجئے، اسی لیے ہم دیکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتیم بچوں سے حد درجہ محبت کرتے تھے، ان کے سروں پر دست شفقت پھیرتے اور ہمدردی و غمگساری کا معاملہ فرماتے۔ دوسری نعمت یہ ہے کہ اللہ نے آپ کے سر پر نبوت کا تاج رکھا، جس سے بڑھ کر کوئی عزت و شرف نہیں ہو سکتا اور تیسری نعمت یہ ہے کہ آپ غریب تھے، اللہ نے آپ کی محتاجی کو دور کر دیا، جب آپ بڑے ہوئے تو اللہ نے آپ کی شادی حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے کرا دی، وہ ایک دولت مند خاتون تھیں، جنہوں نے اپنی دولت آپ کے قدموں میں رکھ دی، اس کا شکرانہ یہ ہے کہ آپ غریبوں اور محتاجوں کو کچھ نہ کچھ دے کر واپس کیجئے، یا کم سے کم اچھے انداز میں اس کو واپس کر دیجئے، چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے قول و عمل کے ذریعہ ان نعمتوں کا شکر ادا کرتے رہے اور اللہ نے جو پیغام دے کر مبعوث کیا، اسے لوگوں تک پہونچاتے رہے؛ اس لیے امت کے ہر فرد کی ذمہ داری ہے کہ سماج کے بے سہارا اور پریشان حال لوگوں کی دست گیری کرے اور اپنی حلال کمائی سے ان کی مدد کرے، یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ اسلامی معاشرہ میں ہر شخص کے مال و دولت پر دوسرے افراد کا بھی حصہ ہوتا ہے، زکوٰۃ و صدقات واجبہ کے علاوہ بھی کچھ نہ کچھ راہ خدا میں خرچ کرنے کو عبادت قرار دیا گیا ہے اور ایسے مال میں خیر و برکت کا ذریعہ تصور کیا گیا ہے، اپنے قریبی رشتہ داروں پر صلہ رحمی کی بنیاد پر خرچ کرنے کو عبادت قرار دیا گیا اور ان کو دینے پر دو اجر کے ملنے کا مژدہ سنایا گیا، ایک قرابت کے سبب اور دوسرے رضائے الٰہی کا ذریعہ، اسی طرح سماج کے ایسے پریشان حال لوگوں کی بھی مدد کرتے رہنا چاہیے جو اپنی خودداری کی بنا پر دست سوال دراز نہیں کر سکتے ہیں اور ان کے اندر کا ضمیر بھی اس بات کے لیے آمادہ نہیں کہ لوگوں سے مانگتا پھرے، آپ خود آگے بڑھ کر ان کی مدد کیجئے، یہ عمل بھی اللہ کی رضا اور خوشنودی کا باعث ہے۔

نجات دینے اور ہلاک کرنے والی چیزیں:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں نجات دینے والی ہے، اور تین ہلاک کرنے والی ہیں۔ نجات دینے والی چیزیں تو یہ ہیں: ۱۔ جلوت و خلوت میں اللہ سے ڈرنا ۲۔ رضامندی و ناراضی کی حالت میں حق بات کہنا ۳۔ اور مالداری و ناداری میں میانہ روی اختیار کرنا اور ہلاک کرنے والی چیزیں یہ ہیں: خواہش نفسانی کی پیروی کرنا، حرص کی فرمانبرداری اور آدمی کا خود پسندی میں مبتلا ہونا اور یہ آخری چیز ہلاکت خیزی میں سب سے بڑھ کر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص: ۴۳۴)

وضاحت: اس حدیث میں محسن انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تین اخلاقی ہدایات، اسلامی تہذیب و معاشرت کے خد و خال اور نجات دینے والے اعمال و افعال کو بیان فرمایا، پھر تین مہلک اعمال اور اس کے نقائص و معائب کو واضح کرتے ہوئے مسلمانوں کو اس سے بچنے کی ترغیب دی، نجات دینے والی تین چیزوں میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ ظاہر و باطن ہر حال میں اللہ سے ڈرنا اس کی عائد کی ہوئی پابندیوں کا پاس و لحاظ کرنا، اس کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم ہو جانا اور اللہ کے ہر فیصلے پر راضی و مطمئن رہنا ایمان کی علامت ہے اور قرآن نے متقیوں کی جو صفات بیان کی ہیں، اس کو عملی زندگی میں نافذ کرنا یہ نجات کی ضمانت ہے، دوسری چیز یہ کہ ہر حال میں حق و انصاف کا طرفدار ہونا خاص کر اپنوں کے درمیان ہو اور اس کی چوٹ قریب ترین مفادات پر پڑ رہی ہو، کتنی ہی قریبی عصبیتیں مجروح ہو رہی ہوں، حق کا دامن ہرگز نہ چھوڑنا، یہ ایک بہادری کا کام ہے اور مضبوط ایمان کی دلیل ہے۔ اللہ رب العزت نے فرمایا: جو بات کہو انصاف کی کہو، خواہ معاملہ اپنے رشتہ دار ہی سے کیوں نہ ہو۔ تیسرے یہ کہ مسلمانوں کی صفت یہ ہونی چاہیے کہ وہ ہر حال میں اعتدال و توازن کی زندگی گذارے، نہ کسی پہلو پر افراط ہو اور نہ ہی تفریط، اگر اللہ نے کسی کو مال و دولت کی نعمت سے نوازا ہے تو شکر بجالائے اور اللہ کے راستہ میں خرچ کرے اور اگر غربت و افلاس سے دوچار ہے تو صبر کے دامن کو تھامے رکھے، اس لیے کہ صابر بھی جنتی ہوگا اور شاکر بھی۔ یہ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں اور تین چیزیں ہلاک و برباد کرنے والی ہیں، ان میں پہلی چیز یہ ہے کہ انسان خواہشات نفس کی اتباع کرنے لگے، دوسرے یہ کہ حرص و طمع ناپسندیدہ عمل ہے اور ہلاک کرنے والی چیزوں میں آدمی کا خود پسندی میں مبتلا ہونا ہے، حدیث شریف میں اس کی سخت ممانعت آئی ہے۔

دینی مسائل

مفتی احتکام الحق قاسمی

جہیز میراث کا بدل نہیں:

ہمارے یہاں لڑکیوں کو جہیز دینے کا رواج ہے، عام طور پر لوگ شادی کے موقع پر لڑکیوں کو زیادہ سے زیادہ جہیز دیتے ہیں، لیکن جب میراث میں حصہ دینے کی باری آتی ہے، تو کہتے ہیں کہ شادی میں جہیز بھی دیں اور حصہ بھی؟ اور یوں ان کو میراث سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ شرعاً کیا حکم ہے؟

الجــــواب و باللّٰہ التــــــوفیق

شادی کے موقع پر لڑکی کو جو کچھ بھی دیا جاتا ہے، اس کی حیثیت محض تحفہ اور عطیہ کی ہے اسے وراثت کا بدل قرار نہیں دیا جا سکتا۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں جو لوگ بہن بیٹیوں کو جہیز دے کر وراثت سے محروم کر دیتے ہیں، وہ لڑکیوں پر اور خود اپنے اوپر بہت بڑا ظلم کرتے ہیں، لڑکیاں شرعی اعتبار سے وراثت سے محروم تو نہیں ہوں گی، لیکن یہ محروم کرنے والے لوگ ہی قیامت کے دن بڑے نفع سے محروم ہو جائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''من قطع میراث وارثه قطع الله میراثه من الجنة یوم القیامة'' (مشکوٰۃ شریف: ۲۶۶؛ کتاب الوصایا)

اللہ تعالیٰ نے قانون میراث کی تفصیل بیان کرنے کے بعد فرمایا: ''یہ قوانین اللہ کی قائم کی ہوئی حدیں ہیں، ان سے تجاوز کرنا جہنم کو اور رسوا کن عذاب کو دعوت دینا ہے۔'' ﴿تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَه يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَه عَذَابٌ مُّهِيْنٌ﴾ (سورة النساء: ۱۳۔۱۴)

ٹیڑھی مانگ نکالنا:

عورتوں کا ٹیڑھی مانگ نکالنا کیسا ہے؟

الجــــواب و باللّٰہ التــــــوفیق

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدھی مانگ نکالا کرتے تھے، حدیث میں ہے: ''عن عائشة رضی اللّٰه عنها قالت: کنت اذا أردت أن أفرق رأس رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم صدعت الفرق من یافوخه و ارسل ناصیتیه بین عینیه'' (سنن ابی داؤد: ۲/۵۷۶؛ باب ماجاء فی الفرق) من یافوخه ای وسط رأسه (بذل المجهود: ۱۷/۷۴)

لہٰذا مرد ہو یا عورت ہر ایک کے لیے پیارے نبی کی پیاری سنت سیدھی مانگ نکالنا ہے اور ٹیڑھی مانگ نکالنا خلاف سنت اور مغربی تہذیب کی علامت ہونے کی وجہ سے مکروہ اور قابل ترک ہے۔ فقط

سیندور یا بندی لگانا:

شادی شدہ عورتیں اپنی مانگ میں اور پیشانی میں بندی لگاتی ہیں شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجــــواب و باللّٰہ التــــــوفیق

سیندور اور بندی لگانا ہندو عورتوں کا خاص شعار ہے اور غیروں کا شعار اختیار کرنے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے: '' من تشبه بقوم فهو منهم'' (سنن ابی دائود: ۲/۵۵۹) لہٰذا مسلمان عورتوں کے لئے اس طرح کی زینتوں سے احتراز لازم و ضروری ہے۔ فقط

سودی رقم مقدمہ بازی میں صرف کرنا:

ایک معاملہ میں زید پر کسی نے مقدمہ کر دیا، زید اس مقدمہ کی پیروی میں بینک سے ملنے والی سودی رقم وکیلوں کی فیس وغیرہ میں خرچ کرتا ہے شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجــــواب و باللّٰہ التــــــوفیق

سودی رقم کا مصرف فقراء و مساکین ہیں ان کو بلا نیت ثواب دینا ضروری ہے، اپنے کسی ذاتی مصرف میں لانا شرعاً درست نہیں ہے، اور صورت مسئولہ میں زید کا مقدمہ کی پیروی اور وکیلوں کی فیس پر سودی رقم صرف کرنا درپردہ اس سے ذاتی فائدہ اٹھانا ہے جو شرعاً جائز نہیں ہے، لہٰذا اس پر اس سے احتراز لازم ہے۔ ''وأما إذا کان عند رجل مال خبیث فاما ان ملکه بعقد فاسد او حصل له بغیر عقد ولا یمکنه أن یرده إلی مالکه ویرید أن یدفع مظلمته عن نفس فلیس له حیلة إلا أن یدفعه إلی الفقراء لأنه لو أ نفق علی نفسه فقد استحکم ما ارتکبه من الفعل الحرام (بذل المجهود: ۱/۱۴۸، مستفاد کتاب النوازل ۱۱/۳۸۹)

عورت کو انتقال کے بعد شوہر دیکھ سکتا ہے:

موت کے ذریعہ رشتہ نکاح ختم ہو جاتا ہے تو شوہر اپنی مرحومہ بیوی کے چہرہ کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں؟ اس کے جنازہ کو اٹھا سکتا ہے اور قبر میں اتار سکتا ہے یا نہیں؟

بیوی کے انتقال کے بعد شوہر اس کے چہرہ کو دیکھ سکتا ہے، اس کے جنازہ کو اٹھا سکتا ہے اور قبر میں بھی اتار سکتا ہے، البتہ اس کے محرم رشتہ دار باپ، بھائی وغیرہ اتاریں تو زیادہ بہتر ہے۔ ویمنع زوجها من غسلها و مسها لا من النظر إلیها علی الاصح'' (الدر المختار علی صدر رد المحتار ۳/۹۰)

rs\MD ASADULLAH\Downloads\10.12.2018 (1).inp 10-12-2018 22:23 PAGE 3 (1,1)

امارت شرعیہ بہار اڑیسہ وجھارکھنڈ کا ترجمان

ہفتہ وار نقیب پھلواری شریف، پٹنہ

پھلواری شریف

جلد نمبر 56/66 شمارہ نمبر 48 مورخہ یکم ربیع الآخر ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۰/دسمبر ۲۰۱۸ء روز سوموار

اسلامی اقامت گاہوں کی ضرورت

ہندوستان میں نئی نسل کی بے راہ روی، دین سے دوری، لایعنی کاموں میں مشغولیت، فرائض وواجبات میں کوتاہی، حقوق کی ادائیگی سے پہلوتہی عام سی بات ہے، اس کے اسباب ووجوہات بہت سارے ہیں، ان میں سے ایک بڑا سبب اسکول وکالج میں اخلاق واقدار سے بے پرواہی، تعلیم کے ساتھ تربیت کا فقدان اور نصاب تعلیم میں خدا بیزار مواد وموضوعات کی شمولیت ہے، ان اداروں سے پڑھ کر جو طلبہ نکل رہے ہیں، وہ عموماً ذہنی طور پر مذہب بیزار اور دین سے دور ہوجاتے ہیں۔

صورت حال کی اس سنگینی کے حوالہ سے مجھے یہ کہنا ہے کہ اسکول وکالج میں پڑھنے والے طلبہ کی ایک بڑی تعداد دیہاتوں سے آکر حصول علم کے لئے شہروں میں فروکش ہوتی ہے، یہاں انہیں اسکولی تعلیم کے ساتھ کوچنگ کی بھی سہولت ہوتی ہے، ظاہر ہے وہ ہر دن گھر سے آجا نہیں سکتے، اس لئے کسی ہوسٹل میں قیام پذیر ہوتے ہیں، کسی لاج کو اپنا مسکن بناتے ہیں، جہاں کا ماحول اور بھی خراب ہوتا ہے، یہاں عموماً مالک مکان کو کرایہ سے مطلب ہوتا ہے، بچے کدھر جارہے ہیں؟ خارج وقت میں کیا کررہے ہیں؟ کن کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں؟ اس کی نگرانی نہیں کی جاتی اور اگر کوئی نگرانی کرتا ہے تو ایسے ہوسٹل کو طلبہ پسند نہیں کرتے اور اسے اپنی آزادی پر پہرہ قرار دیتے ہیں، ظاہر ہے ہمارے لیے ناممکن سا ہے کہ اسکول وکالج کے ماحول میں کوئی بڑی تبدیلی لائیں، اس طرح جو ہوسٹلس قائم ہیں، ان کے اندر کہہ سن کر جزوی تبدیلی تو کی جاسکتی ہے؛ لیکن بالکلیہ اسے اسلامی اخلاق واقدار سے ہم آہنگ کرنا کوہ کنی سے زیادہ مشکل کام ہے، ایسے میں ایک شکل تو یہ ہے کہ ہم ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں اور نسلوں کو تباہ ہوتا دیکھتے رہیں، دوسری شکل یہ ہے کہ ہم اس کے لیے اپنی حد تک جد وجہد کریں، تاکہ نئی نسل کو گمراہ ہونے سے بچایا جاسکے۔ بیسویں صدی کے نصف اول میں اسکول وکالج کا ایسا حال نہیں تھا، طلبہ کی تربیت گھر سے باہر تک کی جاتی تھی، اساتذہ کے ادب واحترام کا ماحول تھا، ایسے میں لڑکے لڑکیاں کم گمراہ ہوتے تھے اور بہر کیف ان اخلاق واقدار کو چھوڑنا معیوب سمجھا جاتا تھا، آج صورت حال یہ ہوگئی ہے کہ تربیت کی کمی کے ساتھ اخلاق رذیلہ پیدا کرنے کے لئے موبائل، انٹرنیٹ اور سوشل سائٹس بھی بے راہ روی کو فروغ دینے میں لگے ہوئے ہیں اور لڑکے لڑکیوں پر اس حوالہ سے کوئی قدغن نہیں ہے، اختلاط مرد وزن عام ہے، اور اس کے مضر اثرات سے کوئی گاؤں، محلّہ اور علاقہ محفوظ نہیں ہے، مسلم لڑکیوں کا غیر مسلم لڑکوں سے ساتھ چلے جانا، کورٹ میریج کرلینا کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے، یہ معاملہ صرف شادی کا نہیں، ارتداد کا ہے، جس کا سامنا ہر جگہ مسلمانوں کو کرنا پڑ رہا ہے۔

حضرت مولانا مناظر احسن گیلانی کو اس کا احساس کوئی ستر سال پہلے ہوگیا تھا، ان کی دور رس نگاہوں نے دیکھ لیا تھا کہ ہوا کا رخ کیا ہے اور کس تیزی سے تبدیلی آرہی ہے، مولانا گیلانی کی تحریر وتقریر کا مرکز اصلاً انسان سازی ہی تھا، وہ بے راہ رو اور بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم لانے کا جذبہ رکھتے تھے، نام نہاد روشن خیال لوگوں کو عمل کی حد تک نہ سہی کم از کم ایمان ویقین کی حد تک انہیں مسلمان رکھنے کے لیے کوشاں تھے۔ اس سلسلہ میں ان کے پاس ایک اسکیم تھی جو جدید نسل کی بے راہ روی کے لیے تریاق کا درجہ رکھتی ہے، جس کا ذکر مکاتیب گیلانی: مرتبہ حضرت امیر شریعت رابعؒ کے مقدمہ میں مولانا عبد الباری ندویؒ نے تفصیل سے کیا ہے، اس کے مطابق طلبہ وطالبات کو دین وایمان پر قائم رکھنے کے لیے یہ ممکن نہیں کہ ہر جگہ اور ہر علاقہ میں اسلامی نہج کے اسکول کھولے جائیں، جہاں دینی تعلیم اور اسلامی ماحول میں مسلم طلبہ وطالبات کو تعلیم دی جائے، اس کے لیے سرمایہ کثیر چاہیے، جس کے خرچ کے مسلمان متحمل نہیں ہیں اور جو لوگ متمول ہیں ان کو اس کا خیال ہی نہیں ہے، وہ سرکاری اسکول وکالجز میں پڑھنے پڑھانے کو کافی سمجھتے ہیں، پھر جو مسلمانوں ہی کے قائم کردہ ادارے ہیں، ان میں بھی کتنے ہیں جو اسلامی تہذیب وثقافت اور معتقدات کی حفاظت کو ضروری سمجھتے ہیں، ضرورت کے مطابق اسکول وکالجز کھولنے کے لیے نہ تو ہمارے پاس سرمایہ ہے اور نہ ہی اس کے لیے کوئی تیار ہے، اس لیے اس کا قابل عمل حل مولانا گیلانی نے اسلامی اقامت خانے (ہوسٹل) کے طور پر ڈھونڈ نکالا تھا، ان کا خیال تھا کہ اسے سستا ہونا چاہیے اور تجارتی نقطۂ نظر کے بجائے اس میں اصلاحی فکر کے ساتھ لگنا چاہیے، وہ دیکھ رہے تھے کہ عصری تعلیم کا شیوع اس تیزی سے ہو رہا ہے کہ امراء کے بچوں کے ساتھ غرباء کے بچے بھی اس ریس میں شامل ہوں گے، اعلی تعلیم کے لیے شہروں میں وہ بود وباش کریں گے اور غیر اسلامی تہذیب وثقافت اور کلچر کا سیلاب انہیں خس وخاشاک کی طرح بہالے جائے گا، ایسے وقت میں یہ اسلامی اقامت خانے ان کو دین وایمان پر قائم اور ثابت قدم رکھنے میں مفید ہوں گے۔

مولانا گیلانی نے ان اقامت گاہوں کا ایک خاکہ بھی بنایا تھا، جس کے مطابق بنیادی دینی تعلیم کے ساتھ اقامت گاہوں کا ماحول دینی رکھنا ضروری تھا، نگراں اور وارڈن تو متشرع ہوں ہی ان کی نشست وبرخواست بھی کچھ ایسے لوگوں کے ساتھ کرائی جاتی رہے، جن کو دیکھ کر طلبہ کے اندر دینی شوق اور جذبہ پیدا ہو، روزہ اور نماز باجماعت کی پابندی تو ضرور کرائی جائے، البتہ زیادہ زور معاملات اور اخلاق کی درستگی پر دیا جائے، کتابی تعلیم کا بوجھ ان پر نہ ڈالا جائے، بعد نماز فجر آدھے گھنٹے قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر، منتخب احادیث جو ایمان ویقین کے ساتھ اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ پر ابھار سکتے ہوں، روزمرہ کے ضروری دینی مسائل کی واقفیت کے لئے فقہ کی کوئی ہلکی پھلکی کتاب، ان سب کے لیے ایک گھنٹے سے زیادہ نہ لگایا جائے تاکہ طلبہ کو بار خاطر نہ ہو، تھوڑا تھوڑا کرکے سیرت کا مطالعہ اور بس۔

مولانا گیلانی کے یار غار مولانا عبد الباری ندوی نے مولانا کے اس خاکے کی جزئیات پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے، انہوں نے اقامت گاہوں میں دار المطالعہ کے قیام اور ان میں رسائل وجرائد اور جدید ذہنوں کے لیے مناسب کتابوں کی فراہمی پر زور دیا ہے، انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ایسے اقامت گاہوں میں ابتدا میں ایسے طلبہ رکھے جائیں جو دین وایمان کے اعتبار سے زیادہ لاپرواہ نہ ہوں، تاکہ دوسرے طلبہ انتہائی سرکش لڑکوں کے اخلاق وعادات سے محفوظ رہ سکیں۔ ابتدا میں اقامت گاہ میں عارضی داخلہ دیا جائے اور اگر ان کے عادات واطوار ایسے نظر آئیں جن پر محنت کرنے سے صحیح رخ پا جانے کا امکان ہو تو اس کو مستقل کردیا جائے۔ مولانا عبد الباری ندویؒ گیلانی اقامت خانوں کے قیام کو اس ارتدادی فتنہ کے نئے طوفان کے مقابلہ کے لیے ضروری سمجھتے تھے، ان کے خیال میں جس طرح گاؤں گاؤں میں سیکولر نظام تعلیم کے مقابلے اسلامی مکتب کھولنے کی مہم چل رہی ہے، گیلانی اقامت خانے قائم کرنے کی بھی مہم چلنی چاہیے۔ حضرت گیلانی کے معتقدین اور ان کی فکر رسا کے مادحین اور ان کے شاگرد کسی کو بھی اس تجویز کو عملی شکل دینے میں دلچسپی نہیں ہوئی، حالانکہ اس تجویز کی اہمیت وافادیت کے قائل مولانا عبد الماجد دریابادیؒ، حضرت مولانا محمد منظور نعمانی، حضرت مولانا ابو الحسن علی ندویؒ اور ڈاکٹر مولانا سید عبد العلی رحمہم اللہ سبھی تھے۔

مولانا عبد الباری ندویؒ عثمانیہ یونیورسیٹی سے سبکدوشی کے بعد اس تجویز کو عملی رنگ وروپ دینا چاہتے تھے، انہوں نے ہارڈنگ روڈ لکھنؤ میں خود اپنے وسیع وعریض اور لق ودق مکان ''شبستان قدم رسول'' کو اس کام کے لیے دینے کا ارادہ کرلیا تھا، ایک صاحب عزیمت جواں سال نگرانی کے لیے تیار بھی ہوگئے تھے، لیکن پھر وہ اس پتہ ماری کے کام کے لیے خود کو تیار نہ رکھ سکے اور اقامت گاہوں کا قیام موزوں نگراں دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے دھرا کا دھرا رہ گیا، حالانکہ اس کام کے لیے کسی بڑے عالم وفاضل کی ضرورت بھی نہیں، صرف جدید تعلیم یافتہ لوگوں کے ذہنی رجحانات وکوائف سے مانوس اور خود دینی احکام وہدایات پر عمل پیرا ہونا ضروری تھا، اس کام کے لیے عصری تعلیم یافتہ کو بھی رکھا جاسکتا تھا، لیکن اسلامی اقامت خانوں کی گیلانی تجویز کو سب سے زیادہ کارگر، آسان اور عملی تسلیم کرنے کے باوجود اس معاملہ میں ہنوز روز اول ہے، وجہ صرف ایک سمجھ میں آتی ہے وہ یہ کہ مادی منفعت سے دور یہ کام خالص پتہ ماری اور عملی ہے، اور ہم لوگ جو حصول شہرت کے لیے اپنی بہت ساری توانائی لگادیتے ہیں، اس بے نام کے کام کی عملی صلاحیت سے کوسوں دور ہیں۔

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین مفتاحیؒ لکھتے ہیں: ''حالات وہی ہیں جو انگریزوں کے دور حکومت میں تھے؛ بلکہ بعض اعتبار سے حالات پہلے سے زیادہ سنگین ہیں اور مسلمان نوجوانوں کو مختلف راستوں سے گمراہ کرنے کی تدبیریں جاری ہیں؛ بالخصوص مذہب بیزاری یا خدا بیزاری پر بڑی طاقتیں جو کچھ کررہی ہیں وہ کسی باخبر سے مخفی نہیں ہے، الحاد کا ایک طوفان ہے، جو مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک انسانی ذہنوں کو متاثر کرنے میں کام کررہا ہے۔'' (حیات گیلانی: ۱۹۶)

اس تناظر میں دیکھیں تو اسلامی اقامت گاہوں کے قیام کی ضرورت پہلے سے آج کہیں زیادہ ہے۔

مولانا اسرار الحق قاسمی کا انتقال

مشہور عالم دین، اہل قلم، ممبر پارلیامنٹ، حضرت مولانا اسرار الحق قاسمی ۷/دسمبر ۲۰۱۸ء بروز جمعہ بوقت ساڑھے تین بجے شب کشن گنج سرکٹ ہاؤس میں دل کے دورہ کی وجہ سے اچانک انتقال ہوگیا، ان کی عمر تقریباً ۷۶/سال تھی، ان کی نماز جنازہ جمعہ کے دن سہ پہر تین بجے ان کے آبائی گاؤں تاراباری ٹپو ضلع کشن میں ادا کی گئی اور وہیں تدفین عمل میں آئی۔ ان کے اس طرح اچانک رخصت ہوجانے سے ایک عہد کا خاتمہ ہوگیا، ان کی پوری زندگی جہد مسلسل سے عبارت تھی، انہوں نے عرصۂ دراز تک جمعیۃ علماء ہند کے جنرل سکریٹری کی حیثیت سے ملت کی خدمت کی، جب حضرت مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ نے آل انڈیا ملی کونسل قائم کیا تو انہوں نے اس نوخیز ادارہ کو ترقی دینے کے لیے اپنی ساری صلاحیتیں وقف کردیں، انہوں نے اسسٹنٹ سکریٹری جنرل کی حیثیت سے پورے ملک کا دورہ کیا اور اس تنظیم کو مضبوطی بخشی، وہ اس کی سرگرمیوں کو اپنے قلم سے لکھ کر ممبران کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے، بعض وجوہ سے جب انہیں آل انڈیا ملی کونسل کی سرگرمیوں سے الگ ہونا پڑا تو انہوں نے آل انڈیا تعلیمی ملی فاؤنڈیشن قائم کیا اور ملک وبیرون ملک میں اپنی تعلیمی خدمات کے ذریعہ اس ادارہ کی شناخت بنائی، انہوں نے کشن گنج دہلی، مٹیابرج، مغربی بنگال وغیرہ میں اس تنظیم کے تحت مدارس اور اسکول قائم کیا۔ لڑکوں کے بھی ادارے کھولے اور لڑکیوں کے بھی، وہ ۲۰۰۹ء اور ۲۰۱۴ء میں کانگریس کے ٹکٹ پر کشن گنج سے ممبر پارلیامنٹ منتخب ہوئے اور پارلیامنٹ میں ملت کی جو سنجیدہ اور باوقار آواز گونجتی تھی، اس میں ایک بڑا قابل اعتماد نام مولانا محمد اسرار الحق قاسمی کا تھا، مولانا ملی مسائل اور اسلامی افکار واقدار پر مختلف اخبارات ورسائل میں کھل کر لکھا کرتے تھے اور کثرت سے لکھا کرتے تھے، وہ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، امارت شرعیہ اور دار العلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن تھے، انہوں نے کشن گنج میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کی شاخ کھلوانے کے لیے بھی انتہائی جد وجہد کی۔ مولانا اسرار الحق قاسمی بن منشی امید علی کی ولادت ۱۵/فروری ۱۹۴۲ء کو تاراباری، کشن گنج میں ہوئی، انہوں نے دار العلوم دیوبند سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرکے فضیلت کی ڈگری پائی، اپنی علمی سماجی اور سیاسی خدمات کی وجہ سے انہیں مادر علمی دار العلوم دیوبند کی باوقار مجلس شوریٰ کا رکن منتخب کیا گیا۔

انتقال کی رات مولانا نے اپنے قائم کردہ ادارہ دار العلوم صفہ ٹپو کشن گنج میں طلبہ کو خطاب کیا، اس کے بعد انہوں نے ایک جلسہ سے خطاب فرمایا، یہ سلسلہ رات کے ایک بجے تک چلا، اور ساڑھے تین بجے اس خدا کی بارگاہ میں پہونچ گئے، جس کو راضی کرنے کے لیے وہ پوری زندگی کوشاں رہے، یہ کوشش انہوں نے قلم کے ذریعہ کی اور خطابات کے ذریعہ بھی۔

مولانا کا انتقال ایک بڑا ملی سانحہ ہے، یہ ایک فرد نہیں ایک انجمن کی موت ہے، ایک ایسے وقت میں جب ملت کو مختلف قسم کے مسائل کا سامنا ہے، مولانا کے تدبر دوراندیشی اور جد وجہد سے ان مسائل کے حل کے بارے میں سوچا جارہا تھا، مولانا نے آنکھیں بند کرلیں اور پوری ملت کو سوگوار کرگئے، اللہ تعالیٰ مرحوم کو مغفرت فرمائے، ملت کو نعم البدل دے، اور پس ماندگان کو صبر جمیل آمین یارب العالمین!

یادوں کے چراغ

ڈاکٹر مناظر الدین

: ایڈیٹر کے قلم سے

امارت شرعیہ بہار اڈیشہ وجھارکھند کے فعال اور سرگرم معاون، انجمن ترقی اردو ضلع مظفر پور کے صدر، بھیم راؤ امیڈکر بہار یونیورسٹی کے سینٹ کے ممبر، کٹیہار میڈیکل کالج کے فاؤنڈر ٹرسٹی، الکریم یونیورسٹی کے بورڈ آف ڈائرکٹر میں فیصلہ کن کمیٹی کے رکن، سنٹرل پبلک اسکول مظفر پور کے ڈائرکٹر، نغمہ عروج میموریل ٹرسٹ کے بانی وصدر، جگنناتھ مشرا کالج کے شعبہ حساب میں پروفیسر اور اسی کالج کے اساتذہ کی تنظیم کے صدر ڈاکٹر مناظر الدین بن مظاہر الدین بن ظہیر الدین بن صلاح الدین کا انتقال پر ملال ۲۸/نومبر ۲۰۱۸ء رات دس بج کر تین منٹ بروز بدھ کوکیلا بین دھیروانبانی ہوسپٹل ممبئی میں ہوگیا، ان کی عمر ترسٹھ سال تھی اور گذشتہ چھ ماہ سے زیر علاج تھے، ڈاکٹروں کی تشخیص کینسر کی تھی، اور بالآخر اسباب کے درجہ میں اسی نے کام تمام کیا، جنازہ کی نماز ہوئی، دکھے دل اور بجھے جذبات کے ساتھ ان کے وارثین کے اصرار پر یہ خدمت میرے حصے میں آئی، جنازہ میں ہر طبقہ کے لوگ شرکت کے لیے دور دراز سے آئے تھے، اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کا ازدحام جنازہ میں دیکھنے کو کم ملتا ہے، عصر کے قبل عیدگاہ کی مشرقی دیوار سے قریب تینداکے قبرستان میں تدفین عمل میں آئی۔

ڈاکٹر مناظر الدین صاحب کی ولادت ۱/۳/۱۹۵۷ء کو تیندا میں ہوئی، ان کا آبائی گاؤں مہیش پٹی موجودہ ضلع سمستی پور تھا، لیکن مظاہر الدین صاحب کی شادی بی بی بنی فاطمہ سے ہوئی جو اصلاً ڈاکٹر نصر اللہ صاحب عرف کالو بابو (م ۱۹۸۲ء) ابا بکر پور ویشالی کی صاحب زادی تھیں، ڈاکٹر نصر اللہ کی ایک بہن تیندا میں بیاہی ہوئی تھی، جو لاولد تھیں، انہوں نے اپنی بھتیجی بی بی بنی فاطمہ کو گود لے لیا، چنانچہ مظاہر الدین صاحب شادی کے بعد تیندا ہی رہنے لگے، اس طرح ڈاکٹر مناظر الدین دادیہالی اور نانیہالی طور پر نہیں پیدائشی طور پر وہاں کے مکیں ہوگیے ڈاکٹر صاحب کی ابتدائی تعلیم تیندا مکتب میں ہوئی، علاقہ کے بھرتی پور ہائی اسکول سے انہوں نے میٹرک، ال اس کالج مظفر پور سے حساب میں آنرس کے ساتھ بی اے اور بہار یونیورسٹی سے اسی سبجیکٹ میں ایم اے کیا اور پوری یونیورسٹی میں ٹاپ کیا، پہلے جونیئر ریسرچ فیلوشپ اور بعد میں سینئر ریسرچ فیلوشپ کے طور پر برسوں بہار یونیورسٹی میں پڑھایا، اتنی قابلیت کے باوجود باضابطہ کسی کالج میں ان کی تقرری عمل میں نہیں آسکی، قصور یہ تھا کہ انہوں نے بدعنوانی کے خلاف کالج سروس کمیشن کے چیرمین پر مقدمہ کر دیا تھا، اور بعد میں آنے والے چیرمین بھی ان کے اس ''جرم'' کو معاف کرنے کے لیے تیار نہیں ہوئے اور سابقہ چیرمین لسٹ میں ان کا نام آخری مرحلہ میں نکلوانے میں کامیاب ہوگئے، چنانچہ انہوں نے ایک ملحق کالج ڈاکٹر جگنناتھ مشرا میں اپنی خدمات دینی شروع کی، طلبہ ان سے کسب فیض کرنے لگے، گھر پر بھی طلبہ آتے وہ مفت ان کو پڑھاتے، اس کے لئے کوئی رقم نہیں لیا کرتے تھے۔

ڈاکٹر مناظر الدین صاحب کے دادا تین بھائی تھے، ظہیر الدین، قائم الدین اور ظفیر الدین، ظفیر الدین صاحب کے لڑکے جناب محمد اشتیاق صاحب (م ۲۰۱۴) کی شادی سعد پورہ مظفر پور میں ہوئی، جن سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں تولد ہوئیں، دوسری لڑکی کی تولید کے موقع سے ۲۰۰۰ء میں اہلیہ نے داغ مفارقت دیدیا، ڈاکٹر صاحب کی ساری شادمانی اہلیہ کے ساتھ ہی رخصت ہوگئی، اب وہ اپنے بچے بچیوں کے لیے جینے لگے، رشتہ داروں کے اصرار کے باوجود دوسری شادی سے اجتناب کیا، اہلیہ کی یاد کو زندہ رکھنے کے لیے انہوں نے نغمہ عروج ٹرسٹ قائم کیا، جس کے تحت اسکول کا سلسلہ شروع کیا، چنانچہ سنٹرل پبلک اسکول کے نام سے شہر مظفر پور میں تین اسکول سعد پورہ، چندوارہ اور دھیرن پٹی میں چل رہے ہیں، سن شائن اور سنت زیورس کے مقابلے مظفر پور میں اسکول قائم کرنا، دینی تعلیم اور اسلامی ماحول کے ساتھ چلانا آسان نہیں تھا، لیکن ڈاکٹر مناظر الدین صاحب کو ایک دھن تھی اور اس دھن نے ان کو ایسی توانائی بخشی کہ انہوں نے اس میدان میں مثالی کام کیا، کام کے آغاز سے ہی میرے چھوٹے بھائی ماسٹر محمد نداء الہدیٰ ندا ان کے دست وبازو بن گئے اور سرکاری معلم بننے سے پہلے تک برسوں اس اسکول کو پروان چڑھانے میں ان کا ساتھ دیا، نداء الہدیٰ بحیثیت پرنسپل اس اسکول کو سنبھالتے رہے، ان دنوں جناب اعجاز احمد پرنسپل کے طور پر سہارا دیئے ہوئے ہیں، صاحبزادگان میں شارق حسن مناظر اور وامق حسن مناظر کی دلچسپی اس کام سے ہے اور ڈاکٹر صاحب کے مخلصین نے بجا طور پر ان دونوں بھائیوں سے امید لگا رکھی ہے کہ یہ حضرات ڈاکٹر مناظر الدین صاحب کے کام کو آگے بڑھائیں گے۔

ڈاکٹر صاحب کی دلچسپی کے علمی موضوعات میں حساب کو اولیت حاصل تھی، اسی موضوع پر انہوں نے پی ایچ ڈی کیا تھا، ان کے ڈاکٹریٹ کے مقالہ کا عنوان Some non linear effect of the motion and stability of inter-connected sate llites systems تھا، اس موضوع پر بہار یونیورسٹی نے انہیں مئی ۱۹۸۶ء میں پی ایچ ڈی کی ڈگری تفویض کی تھی، ان کی نگرانی میں کئی طلبہ نے پی ایچ ڈی کیا، حساب سے متعلق ان کے کئی مضامین ملک اور بیرون ملک کے رسائل وجرائد میں چھپے۔

ڈاکٹر صاحب سے میری ملاقات دو دہائی سے زائد کو محیط تھی، بھائی کا ان کے اسکول میں پرنسپل ہونا بھی تعلقات کی مضبوطی کا ایک سبب تھا، دوسرا ان کی نانیہال کا ابا بکر پور ہونا، ان کے اپنے ماموں ماسٹر محمد سجاد صاحب مدرسہ احمدیہ ابا بکر پور ویشالی کے استاذ تھے، ابا بکر پور میں ان کے ماموں کے ساتھ میں نے بیس سال تدریسی خدمات انجام دیا، پھر جب امارت شرعیہ آیا تو امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی دامت برکاتہم سے ان کے تعلق، امارت شرعیہ کے ریلیف وغیرہ مین تن من دھن سے ان کی شرکت نے اس تعلق کو اور مضبوط کیا، (بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

کتابوں کی دنیا

تبصرہ کے لئے کتابوں کے دو نسخے آنے ضروری ہیں

الخطب القاسمية

: مولانا رضوان احمد ندوی

اس کتاب کے لائق اور ہونہار مصنف، دارالعلوم وقف دیوبند کے جواں سال فاضل واستاذ حدیث جناب مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی، ممتاز خانوادہ کے چشم وچراغ ہیں، برسوں سے ان کے خاندان کا خانقاہ رحمانی مونگیر سے سلوک وطریقت اور بیعت وارشاد کا تعلق رہا ہے، اور خود مولانا رحمانی بھی اس پاکیزہ رشتہ کے نمونہ ہیں، یعنی آپ کا بھی ہمارے مخدوم ومحترم امیر شریعت مفکر اسلام حضرت مولانا محمد ولی رحمانی مدظلہ سے روحانی نسبت وتعلق قائم ہے، تعلیم وتزکیہ کے اس اشتراک نے ان کے قلب وجگر اور ذہن ودماغ کو ایسا روشن کر دیا کہ ان کی تحریر وتقریر دونوں میں حلاوت وچاشنی پیدا ہوگئی ہے، ویسے بھی قدرت نے انہیں اردو وعربی دونوں زبانوں پر ملکہ عطا کیا ہے، اچھا لکھتے ہیں اور اچھا بولتے ہیں، سادہ الفاظ، برمحل تشبیہات، واضح جملے اور مختصر ترکیبوں سے مطالب کو اس طرح ذہن نشیں کرا دیتے ہیں کہ سامعین گھنٹہ دو گھنٹہ سراپا گوش بنے رہتے ہیں، ان کی تقریر آیات ربانی واحادیث نبویہ سے پر رہتی ہے، وہ موقع ومحل اور موضوع کی مناسبت سے گفتگو کرتے ہیں اور چند لمحوں میں ہی سامعین پر اس طرح چھا جاتے ہیں کہ مجمع پر سکوت کا عالم طاری ہو جاتا ہے، اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ دماغ کے راستوں سے دل کے دروازے تک پہونچتے ہیں اور اس کو دستک دے رہے ہیں، میں نے ابھی حالیہ نومبر میں چمپارن کے ۴/روزہ اسفار کے موقع پر ان کی متعدد اردو تقریریں سنی اور محسوس کیا کہ سننے والوں کو نئی حرارت وتوانائی مل رہی ہے، اردو کی طرف ان کے عربی خطابات بھی بہت موثر ہوتے ہیں، گرچہ ان کے عربی خطابات سے براہ راست استفادہ کا موقع نہیں ملا لیکن ان کے مطبوعہ عربی خطبوں کے مطالعہ کا اتفاق ہوا، زیر نظر کتاب الخطب القاسمیہ مولانا کے بیس عربی خطبات کا مجموعہ ہے جس کو انہوں نے طلبہ مدارس دینیہ کے ذوق ومزاج کے مطابق مرتب کیا ہے، اس خطبہ میں صبر واستقامت اولاد کی تربیت کے اسلامی طریقے، قربانی کی فضیلت، موت کی حقیقت، انفاق فی سبیل اللہ کی برکت، وغیرہ جیسے دینی ومذہبی اور سماجی موضوعات پر کتاب وسنت کی روشنی میں عمدہ کلام کیا ہے، اور ہر خطبہ میں خطیبانہ رنگ چھایا ہوا ہے، اس کے مطالعہ سے طالبعلموں کے اندر عربی زبان وادب کا ذوق وملکہ اور عربی تقریر وگفتگو کی صلاحیت میں اضافہ ہوگا، اسی لئے کتاب کے شروع میں خطیب الاسلام حضرت مولانا محمد سالم قاسمی، مفکر اسلام امیر شریعت حضرت مولانا محمد ولی رحمانی، مولانا سید احمد خضر شاہ مسعودی، مولانا محمد ساجد قاسمی، ڈاکٹر شبیر صوالحی اور مولانا محمد شکیب قاسمی نے اپنے گرانقدر تاثرات میں مصنف کی بھرپور تحسین کرتے ہوئے کتاب کو عربی داں طبقہ بالخصوص طلبہ عزیز کے لئے ایک قیمتی علمی تحفہ سے تعبیر کیا۔

بلاشبہ اس کی اشاعت سے عربی خطبات کے مجموعہ ذخیرہ میں ایک اچھا اضافہ ہوا ہے گرچہ انہوں نے کتاب کے مضامین کو طلبہ کی عربی انجمنوں کو پیش نظر رکھ کر مرتب کیا ہے، تاہم ائمہ مساجد بھی جمعہ کے خطبہ اولیٰ کے لئے یہاں سے مواد حاصل کر سکتے ہیں، کیا ہی اچھا ہوتا کہ فاضل مصنف جمعہ کے مروجہ خطبہ ثانی نیز خطبہ نکاح کو بھی شریک اشاعت کر لیتے تو اس کی افادیت مزید دو چند ہو جاتی مگر جو کچھ ہے قابل قدر ہے، اللہ تعالیٰ لائق مصنف کو اس دینی وعلمی خدمت کا صلہ عطا فرمائے اور کتاب کی نافعیت کو عام فرمائے۔ خواہشمند طلبہ ایک سو روپے بھیج کر دیوبند کے کسی بھی کتب خانے سے طلب کر سکتے ہیں۔

اسماء القرآن

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جتنی نعمتیں عطا کی ہیں ان میں قرآن پاک سب سے بڑی نعمت ہے، جس کی تلاوت سے ایک مسلمان خدا سے قریب ہوتا ہے اور خدا اس سے قریب تر آجاتا ہے، اس کی اسی قوت تاثیر اور روحانی برکت کا ثمرہ ہے کہ خلیفہ دوم حضرت عمر بن خطاب کا دل بدل گیا، اللہ نے اس میں ایسی تاثیر رکھی ہے کہ پڑھتے جایئے ہر مرتبہ ایک نئی لذت، نیا شعور اور نئی امنگ پیدا ہوگی، قرآن کا لفظ ہی زبان پر چاشنی کے جذبہ کو ابھارتا ہے، خود قرآن مجید نے جابجا مختلف پیرایوں میں اپنے ناموں کو بیان کیا ہے جو ایک لطیف خطابی معنی کی طرف اشارہ کرتی ہے، قرآن مجید کے ان اسماء کو ہمارے مخلص دوست مولانا محمد شمشاد رحمانی استاد حدیث دارالعلوم وقف دیوبند نے ہفتوں کی محنت وجہد کے بعد ایک مقالہ کی صورت میں جمع کیا اور پھر کتابچہ کی شکل میں طبع کرا دیا، جو اس وقت آپ کے پیش نظر ہے، ویسے پانچویں صدی ہجری کے شافعی عالم علامہ ابوالمعانی نے اپنی کتاب ''البرہان فی مشکلات القرآن'' میں قرآن مجید کے پچپن (۵۵) نام شمار کئے، جبکہ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے علوم القرآن میں قرآن مجید کے بعض حضرات کے حوالے سے نوے ناموں کی نشاندہی کی ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ صحیح معنوں میں قرآن کریم کے نام کل پانچ ہیں، القرآن، الفرقان، الذکر، الکتاب اور التنزیل اور خود قرآن کریم نے اپنے لئے یہ پانچوں الفاظ اسم علم کے طور پر ذکر فرمائے ہیں (صفحہ ۲۳) اس موضوع پر علامہ سید سلیمان ندوی نے اردو میں ایک تحقیقی مقالہ سپرد قلم کیا جو الندوۃ اگست ۱۹۱۱ کے شمارہ میں اسماء القرآن کے نام سے طبع ہوا جس میں انہوں نے وضاحت کی ہے کہ جس طرح قرآن کے الفاظ ومعانی الہامی ہیں، اسی طرح اس کے نام بھی الہامی ہیں، ہمارے لئے سعادت کی بات ہے کہ ہمارے فاضل دوست مولانا محمد شمشاد رحمانی قاسمی نے بھی اسماء القرآن کے نام سے کتابچہ لکھ کر اس دینی وعلمی ضرورت کو پورا کیا، چنانچہ لائق مؤلف نے مقدمہ میں اس کی وضاحت وصراحت بھی کردی ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب ایک بڑی علمی خدمت ہے، ستر صفحات پر مشتمل اس کتابچہ میں قرآن مجید کے ۵۵/نام بتلائے گئے ہیں، ان میں نور، عدل، بصائر، رحمت، موعظت، بلاغ، قیم، وحی، صحف، فصل، قول، وغیرہ خصوصیت سے قابل ذکر ہیں، (بقیہ صفحہ ۱۰/ پر)

\MD ASADULLAH\Downloads\10.12.2018 (1).inp 10-12-2018 22:23 PAGE 5 (1,1)

علومِ اسلامی کے میدان میں مولانا مناظر احسن گیلانی رحمہ اللہ کی خدمات

گذشتہ سے پیوستہ

عبدالباسط ندوی المعهدالعالی امارت شرعیه، پھلواری شریف، پٹنه

تدوین قرآن: یہ کتاب دراصل حضرت مولانا گیلانی رحمہ اللہ کے افادات پر مشتمل ہے جسے ان کے شاگرد رشید غلام ربانی صاحب نے مرتب کیا،اس کتاب کے شروع میں ''تعارف'' کے عنوان سے خود مولانا گیلانی رحمہ اللہ کی ایک تحریر ہے،جس میں اس موضوع پر خود ان کی اپنی مکمل تصنیف کا تذکرہ ہے مولانا لکھتے ہیں:''حق تعالی کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ خاکسار کے رفیق محترم مولوی غلام ربانی ایم اے (عثمانیہ) نے اس فقیر سراپا تقصیر کی جگر کاویوں اور دماغ سوزیوں کے ان نتائج کو بڑے پاکیزہ اسلوب اور دل نشیں تعبیر میں اس کتاب کے اندر جمع کر دیا ہے اگر چہ فقیر نے خود بھی اس عنوان پر مستقل کتاب لکھی ہے،لیکن جہاں تک میرا خیال ہے میری کتاب کے اس ''جوہری خلاصہ'' کے شائع ہوجانے کے بعد اب اصل کتاب کی اشاعت کی چنداں ضرورت باقی نہیں رہی ہے، کیونکہ اس ضخیم ومبسوط کتاب کے اکثر جوہری حقائق،اصولی مشتملات اس مختصر کتاب میں محفوظ ہو گئے ہیں'' (تدوین قرآن:٦)

مولانا کی اس عنوان پر مشتمل کتاب مجھے نہیں مل سکی اور نہ ہی اس کا کوئی پتہ چل سکا،معلوم نہیں چھپی بھی کہ نہیں،اس کتاب تدوین قرآن یا افادات قرآنی کا باعث بھی بعض معترضین کا اعتراض ہی بنا،حضرت مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ کے ایک خط کا جواب دیتے ہوئے جو اسی عنوان سے متعلق تھا مولانا گیلانی رحمہ اللہ نے تحریر فرمایا:''آپ کو شاید میرے جنون کا حال معلوم نہیں ،اجمل نامی پروفیسر کے نام سے ''مدینہ'' میں مضامین کا ایک سلسلہ شروع ہوا،غصہ آرہا تھا،دبا نہ سکا،رات کو قلم لیا پراگندہ خیالات سمیٹے لکھ کر بھیج دیا،مسودہ تیار ہی کب تھا،وہی مسودہ وہی مبیضہ تھا،طبع ہونے کے بعد ایک کاپی آئی تھی،یاروں نے اسے بھی ختم کردیا''۔(پرانے چراغ:۱/۶۰)

مولانا گیلانی رحمہ اللہ کو قرآن کریم کے علاوہ دوسری آسمانی کتابوں کی بھی تاریخی تحقیق کی خواہش تھی جس کا انہوں نے اسی خط میں اس طرح اظہار فرمایا:''کاش قرآن کے ساتھ دوسری آسمانی کتابوں کی تاریخی حالت بھی تحقیق کے ساتھ لکھ دی جاتی تو ''لاریب فیہ'' کی تفسیر ہوجاتی'' (پرانے چراغ:۱/۶۰)

مولانا گیلانی رحمہ اللہ اپنے افادات پر مشتمل کتاب تدوین قرآن کی افادیت پر خود روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:''دل تو یہی چاہتا ہے کہ بداندیشی کا یہ جذبہ کبھی نہ ابھرے لیکن شیطان نے اس سوال کو اگر چھیڑ دیا تو انشاء اللہ تعالی اس وقت آپ کو ان چند اوراق میں وہ سب کچھ مل جائے گا جو شاید بڑے سے بڑے کتب خانوں کے کتابی ذخیروں میں بھی نہیں مل سکتا...تقریبا تیس چالیس سال کے مسلسل فکر وتامل،تلاش وجستجو کے آخری تحقیقی نتائج اس کتاب میں درج ہیں۔جن لوگوں نے قرآن کے جمع وترتیب کی متعلقہ روایتوں کا مطالعہ کیا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ کتنے فاحش اغلاط اور پیچ در پیچ ہمالیائی مغالطوں کے پہاڑوں کو کتنی آسانی کے ساتھ اڑا دیا گیا ہے،شکوک وشبہات کے سارے بادل پھاڑ دئے گئے ہیں اور ناجائز نفع اٹھانے والوں کے لیے کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی گئی ہے''۔(تدوین قرآن:٦)

مولانا گیلانی رحمہ اللہ قرآن کریم کو اللہ کی ابدی ولازوال کتاب سمجھتے تھے،جس کے اسرار ورموز ہر دور میں ظاہر ہوتے رہیں گے اور جسے کبھی کوئی صفحہ ہستی سے ختم نہیں کرسکتا ہے چاہے اس کے لیے کتنی ہی جتن کیوں نہ کرلے،مولانا ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ نے مولانا گیلانی کی خدمت میں اپنی تصنیف ''مذاکرات سائح فی الشرق العربی'' بھیجی مولانا نے اس کتاب کے مطالعہ کے بعد جو خط لکھا اس میں تحریر فرماتے ہیں:''کیا عرض کروں منہ لپیٹے ہوئے آپ کی کتاب پڑھنے کے بعد پڑا ہوا ہوں ''ام حسبت ان اصحاب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا'' معلوم ہوتا ہے کہ دل کے اندر کوئی پڑھ رہا ہے ''فلعلك باخع نفسك علی آثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا'' کا مطلب اب سمجھ میں آیا ہے،عقیدہ ولدیت کے آثار آخر بڑھتے ہوئے کہاں تک پہونچ چکے ہیں؟ بھروسہ اسی پر ہے کہ قرآن کے بعد نہ کوئی کتاب نازل ہونے والی ہے اور نہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کوئی رسول آنے والا ہے مسلمانوں کا حشر جو کچھ بھی ہو لیکن ''الاسلام'' کو خدا کی پیدا کی ہوئی دنیا سے کون نکال سکتا ہے''۔(پرانے چراغ:۱/۶۸)

اللہ تعالی نے وہبی طور پر مولانا گیلانی رحمہ اللہ کو قرآن فہمی کا خاص مذاق عطا فرمایا تھا،ان کے رفیق کار حضرت مولانا عبدالباری ندوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:''حضرت گیلانی (جعل اللہ فی قبرہ نورا کما جعل فی قلبہ نورا) کے ذہنی ودماغی،علمی وقلمی گوناگوں کمالات کسی تعریف وتعارف کے محتاج نہیں۔خصوصا اس بے علم کے قلم سے البتہ اس سلسلہ میں ایک بڑے خاص کمال کا علم واندازہ جتنا اور جیسا کہ چاہیے لوگوں کو کم ہے،وہ ان کی بہت خاص الخاص قرآن مجید کی فہم وتفہیم تھی،ان کی انفرادی وفکری بڑائیوں میں راقم ہذا کی نظر میں یہی سب سے بڑی بڑائی تھی''۔(مکاتیب گیلانی:۲۷) آگے لکھتے ہیں:''اس زندہ کتاب کو حضرت مرحوم تفسیری کتابوں سے زیادہ زندگی کی زندہ کتاب اور زندہ واقعات ومشاہدات سے سمجھنے سمجھانے کی کوشش کرتے تھے۔ایک مثال یاد آئی ،سورہ واللیل کی یہ آیتیں پڑھیے:ان سعیکم لشتی فامامن اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ للیسری ،واما من بخل واستغنی وکذب بالحسنی فسنیسرہ للعسری انسان اپنے انفرادی واجتماعی حوائج وضروریات،مقاصد واغراض پورے کرنے کے لیے مختلف مساعی وتدابیر اختیار کرتا ہے۔(ان سعیکم لشتی)لیکن ان کی راہیں اصولی طور پر دو ہی ہوتی ہیں۔ایک خدا پرستی کی،ایک دنیا پرستی یا خدا گریزی کی۔بس جو عطا وانفاق،داد ودہش اور خدا سے خوف وتقوی یا عملا نیکی کی راہ اختیار کرتا ہے(صدق بالحسنی)اس سے خدا کا وعدہ ہے کہ ہم اس کی ذہنیت کو آسان پسند بنا دیں گے۔تا کہ وہ اپنی ان مساعی اور تدابیر میں آسانی کی راہیں اختیار کرے بخلاف اس کے جو بخل وامساک اور خدا سے روگردانی یا عملا نیکی کی تکذیب (کذب بالحسنی)یا اس سے گریز کی راہ اختیار کرتا ہے اس کی ذہنیت ہم دشوار پسند بنا دیں گے۔تا کہ وہ اپنی ان مساعی وتدابیر کی راہیں اختیار کرلے ،آسان کو آسان کردینے کا مطلب تو خیر سمجھا جاسکتا ہے کہ اس میں مزید آسانی پیدا کردی جائے گی،لیکن دشوار کو آسان کردینا بظاہر خدا ونیکی سے روگردانی کرنے والوں کی سزا کیا الٹے انعام ہوا!تفسیروں یا ترجموں میں جی کو لگتی ہوئی بات نہیں ملتی،مفسر گیلانی کے نزدیک صاف سیدھا مطلب یہ تھا کہ کسی معاملہ میں سعی وتدبیر کی جو راہ فی نفسہ آسان ہے،خدا پرستوں اور نیکوکاروں پر خدا وہی آسان کردیتا ہے اس کے برعکس جو خدا ونیکی سے بغاوت وروگردانی کرتے ہیں اس کی سزا دنیا ہی میں یہ دی جاتی ہے کہ سعی وتدبیر کافی الواقع ونفس الامر میں جو راستہ دشوار گزار ہے ان کی کج نگاہی کو وہی آسان نظر آنے لگتا ہے،اور اس پر چل کر کج روی کا خوب مزہ چکھایا جاتا ہے''۔(مکاتیب گیلانی:۲۸)

مولانا عبدالباری ندوی ہی کے مقدمہ میں مولانا گیلانی کی بعض تفسیری نکات کا اس طرح بیان ہوا ہے''ادھر سورہ یونس کی تلاوت میں کچھ استغراق ہوا، کچھ ایسا واضح ہوا کہ ''آیات'' کے بعد ''انذار'' سے کام لیا جاتا ہے۔ اور جب ''انذار'' کو غیر مؤثر بنا کر چھوڑ دیا جاتا ہے،تب فیصلہ کا وقت آجاتا ہے''وما تغنی الایات والنذر عن قوم لایؤمنون ''اس میں ''الایات'' اور''النذر'' کا ذکر فرما کر آگے ارشاد ہے''فھل ینظرون الامثل ایام الذین خلوا من قبلھم'' الایة ، کچھ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جن حالات سے دنیا گزر رہی ہے یہ ''نذر'' کے حالات ہیں،''قوم لایؤمنون ''پر ان نذر کا کوئی اثر مرتب نہ ہوا۔ بلکہ اسی سورہ میں ''مکر فی الایات'' کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔یعنی ذہانت کے زور سے ہر واقعہ کی ایسی توجیہ کہ اصل کارفرما طاقت (خدا) پر پردہ پڑ جائے ،اور جو واقعی اسباب نہیں ہیں ان ہی کی طرف حوادث کو منسوب کرنے کی مشق شاید یہی ''مکر فی الایات ہے''۔(مکاتیب گیلانی:۳۲)

اس طرح کے نکات و افادات جگہ جگہ مکاتیب گیلانی مرتبہ حضرت امیر شریعت رابع رحمہ اللہ میں بھی موجود ہیں،اس کے علاوہ بہت سے مقالات اور مضامین بھی قرآنی افادات وقرآنی یافتوں پر موجود ہیں جو بہت ہی اہم ہیں،بقول مولانا عبدالباری ندوی رحمہ اللہ:''مولانا کے فکری وعلمی کمالات کا وقت کے لیے سب سے کارآمد ویادگار کارنامہ خصوصا جدید ذہنوں یا نئی تعلیم والوں کے حق میں ان کی قرآنی یافتوں کا ذخیرہ ہی ہوتا'' (مکاتیب گیلانی:۳۷)ضرورت ہے کہ ان افادات کو ان مکاتیب اور دیگر جگہوں سے چن چن کر جمع کردیا جائے تا کہ استفادہ میں آسانی ہو،سورہ کہف کے سلسلہ میں ان کے افادات یا قرآنی یافتوں کا ایک مجموعہ ''دجالی فتنہ کے نمایاں خدوخال'' کے نام سے منظر عام پر آچکا ہے۔مولانا گیلانی اس کے دیباچہ کی ابتدا میں لکھتے ہیں:''سورہ کہف کے مطالعہ اور مراقبہ نے جن مضامین اور خیالات کی طرف ذہن کو منتقل کیا ہے وہی تحریری لباس میں آپ کے سامنے پیش ہو رہے ہیں''۔(دجالی فتنہ کے نمایاں خدوخال:۱۳)

مولانا گیلانی رحمہ اللہ قرآن کریم کو تمام قوموں کی ہدایت کا ذریعہ ہی نہیں بلکہ ان کو اپنے آباواجداد اور موروثی دین کی طرف لوٹانے والی اور اصل سے ملانے والی کتاب تصور کرتے ہیں گویا بھٹکے ہوئے آہو کو سوئے حرم لے جارہے ہیں وہ کہتے ہیں:''آج کڑوڑہا کڑوڑ کی تعداد میں مسلمان دنیا کے اکثر علاقوں میں پھیلے ہوئے ہیں یقیناً ان میں عیسائی ، یہودی اور اسی قسم کی دوسری مذہبی امتوں کے لوگ بھی شریک ہیں۔پھر کیا قرآن کو مان کر جو عیسائی تھے مسلمان ہونے کے بعد انھوں نے حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی کتاب ''انجیل'' کی تکذیب کی،یا جو یہودی تھے مسلمان ہونے کے بعد موسی علیہ السلام یا انبیاء بنی اسرائیل کی توہین کررہے ہیں،یا ''تورات'' اور تورات کے ساتھ دوسرے پیغمبروں کی جو کتابیں ہیں انہیں جھٹلا رہے ہیں، سچی بات یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کی تعلیم سے جو دور ہوگئے تھے قرآن شریف کو مان کر وہی عیسائی حضرت عیسی علیہ السلام اور ان کی صحیح تعلیم سے پھر قریب ہوگئے اور یہی حال ان ساری قوموں کے ساتھ پیش آیا ہے جو گزشتہ تیرہ ساڑھے تیرہ صدیوں میں قرآن کو مان مان کر اسلامی حلقہ میں داخل ہوتی رہی ہیں،یعنی اپنے آبائی اور موروثی دین کے جن اجزاوعناصر کو لوگ کھو بیٹھے تھے یا تاریخی حوادث وواقعات نے ان کے دین کے جن حقائق ومسائل کو مشتبہ ومشکوک بنا کر رکھ دیا تھا۔قرآن شریف کی راہ سے ان کھوئی ہوئی چیزوں کو انہوں نے پالیا اور شک وریب کی تاریکیوں میں جو باتیں رل مل گئی تھیں،قرآن کی روشنی میں اب یقین کی آنکھوں سے دیکھنے اور پالینے میں وہ کامیاب ہوئے ہیں۔پس حقیقت یہی ہے کہ اپنے آباء اولین اور گذشتہ باپ دادوں کے دین سے قرآن پاک کو مان کر قطعا کوئی الگ نہیں ہوا ہے بلکہ جو الگ ہوئے تھے بلاخوف تردید دعوی کہا جاسکتا ہے کہ ان کے آبائی دین ہی کی طرف خدا کی اس آخری کتاب نے ان سب کو واپس کردیا ہے۔اس نے توڑا نہیں ہے بلکہ جو ٹوٹے ہوئے تھے ان کو اپنے بزرگان سلف اور ان کی سچی تعلیم صحیح زندگی کے ساتھ جوڑ دیا ہے،واقعہ یہی ہے خواہ دنیا اس کو مانے یا نہ مانے قرآن کی دعوت وتبلیغ کا یہی محوری نصب العین ہے۔بکھری ہوئی منتشر اور پراگندہ انسانیت کی اسی راہ سے وحدت ووفاق کے مرکزی نقطہ پر وہ ''سمیٹ'' کرلے آنا چاہتا ہے''۔(تدوین قرآن:۱۱)

مولانا نے قرآن کریم کی تدوین اور جمع وترتیب کے سلسلہ میں جو دلائل وشہادتیں پیش کی ہیں ان کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا ہے ایک تو خود قرآن کریم کی آیات سے ایسی شہادتیں پیش کی ہیں جن سے اس کتاب کے ابتداء سے ہی لکھے ہوئے اور نوشتہ ہونے پر واضح روشنی پڑتی ہے،دوسری شہادت احادیث وروایات اور تاریخی حقائق سے پیش کی ہے۔

فقہی اختلاف کے سلسلہ میں مجلس المجمع الفقھی الاسلامی کے دسویں اجلاس کا فیصلہ

مولانا نورالحق رحمانی استاد المعھدالعالی امارت شرعیہ، پھلواری شریف

رابطہ عالم اسلامی کی مجلس المجمع الفقھی الاسلامی نے اپنے دسویں جلاس منعقدہ مکہ مکرمہ از مورخہ ۲۴/تا/۲۸/صفر ۱۴۰۸ھ میں مشہور فقہی مذاہب کے درمیان پائے جانے والے فقہی اختلافات کے موضوع پر اورحد اعتدال سے نکل جانے والے اس مکروہ تعصب پر غور کیا، جو بعض مسلک کے متبعین میں اپنے مسلک کے تئیں پایا جاتا ہے، جو بسااوقات انہیں دوسرے مسلک کے علماء ومتبعین پر بے جا تنقید کرنے پر آمادہ کرتا ہے، اسی طرح مجلس نے نئی نسل کے ذہن میں مسلک ومشرب کے اختلاف (جس کے اسباب وحکم اوروجوہ وعلل تک بھی ان کے ذہن کی رسائی نہیں ہوسکتی) سے متعلق پائی جانے والی مشکلات ووساوس کا جائزہ لیا، گمراہ کن عناصر نوجوانوں کے ذہن میں یہ بات ڈالتے ہیں کہ جب اسلامی شریعت ایک ہے اوراس کے مآخذ اوراصول قرآن کریم اورسنت نبوی ایک ہیں تو پھر یہ مسلکی اختلاف کیوں؟ بہتر یہ ہے کہ اس اختلاف کوختم کردیا جائے، تاکہ مسلمان ایک مسلک کے پیرو ہوجائیں اوراحکام شریعت کے سلسلے میں سب کا فہم یکساں ہوجائے۔

مجلس نے اسی طرح مسلکی تعصب اوراس سے پیدا ہونے والی مشکلات کو بھی جائزہ لیا، بالخصوص وہ تعصب جو اس دور کے بعض نئے نظریات کے حاملین ومتبعین میں پایا جاتا ہے اور جو مسلمانوں کو ایک نئے اجتہادی خط پر مجتمع ہونے کی دعوت دیتے ہیں اوران مشہور اورراج فقہی مذاہب پر لعن وطعن کرتے ہیں، جس کی پیروی امت قدیم اسلامی زمانوں سے کرتی چلی آرہی ہے، یہ نئے نقطہ نظر کے حاملین ائمہ کرام پر بھی جارحانہ تنقید وملامت کی جسارت کرتے ہیں اور مسلمانوں کے درمیان فتنہ انگیزی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

اس موضوع اوراس کے متعلقات، کارروائیوں، روداد وکوائف اوراس سے پیدا ہونے والی گمراہیوں اورفتنوں پر غور وخوض کرنے کے بعد مجلس نے ان دونوں فریقوں (یعنی دوسرے مسلک کے لوگوں کو گمراہ کہنے والوں اور مسلک کے سلسلے میں بے جا تعصب اور جمود اختیار کرنے والوں) کی تنبیہ اور بصیرت کے لیے درج ذیل بیان جاری کرنے کا فیصلہ کیا۔

۱۔اسلامی ملکوں میں پائے جانے والے مکاتب فکر کے درمیان دوقسم کا اختلاف پایا جاتا ہے، ایک اعتقادی اختلاف اور دوسرے فقہی اختلاف، جہاں تک اختلاف عقائد کی بات ہے تو وہ واقعی ایک ایسی خطرناک مصیبت اورایسا سنگین فتنہ ہے، جسے عالم اسلام پر آنے والے تمام آفات وحوادث کا واحد سبب قراردیا جاسکتا ہے، اسی نے مسلمانوں کی جماعت میں اختلاف وانتشار اوران کے صف میں دراڑ وشگاف پیدا کیا ہے، یہ اختلاف واقعتاً قابل افسوس ہے اورضروری ہے کہ اس کا ازالہ اورخاتمہ کیا جائے اور پوری امت اسلامیہ اہل سنت والجماعت کے اس مسلک حق پر جمع ہو جو صحیح اسلامی فکر کا نمائندہ اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے سنہرے اورتابناک دور کا سچا نمونہ ہے اورجس کے اتباع وپیروی کی دعوت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک آنے والی امت کواپنے اس مبارک فرمان کے ذریعہ دی تھی:

”علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین من بعدی تمسکوا بها وعضوا علیها بالنواجذ“.

(اے مسلمانو!) تمہیں میرے طریقے اورمیرے بعد خلفائے راشدین کے طریقے کی پیروی کرنی ہے، اس لیے (میری اورخلفائے راشدین کی سنت کو) مضبوطی سے تھام لو اوردانتوں سے مضبوط پکڑلو۔

۲۔دوسرا اختلاف وہ ہے جوفقہی مسلکوں کے درمیان بعض فروعی اوراجتہادی مسائل میں پایا جاتا ہے، یہ اختلاف قبیح اورناپسندیدہ نہیں ہے؛ بلکہ علم وعقل کا تقاضا ہے کہ اس نوعیت کا اختلاف پایا جائے، یہ علمی اسباب کے تحت واقع ہوا ہے اوراس میں اللہ رب العزت کی بالغ حکمت کام کررہی ہے، ایک طرف یہ اختلاف بندوں کے لیے رحمت تو دوسری طرف نصوص شرعیہ سے احکام اسلامی کے استنباط واستخراج کا وسیع میدان ہاتھ آتا ہے اوران سب کے علاوہ یہ ایک نعمت عظمی ہے، جوامت اسلامیہ کے لیے ایک عظیم الشان علمی، فقہی اور قانونی پونجی اورسرمایہ فراہم کرتا ہے اوردین وشریعت کے معاملے میں اس اختلاف کی وجہ سے بڑی سہولت، توسع اورگنجائش نکل آتی ہے اوروہ اس طور پر کہ متعین طریقے پر کسی ایک ہی تشریع اورقانون کا عملی نفاذ ضروری نہیں رہتا کہ اس تنگی سے کوئی مفر اوردوسرا چارہ کار نہ ہو؛ بلکہ اس کی پوری گنجائش رہتی ہے کہ کسی وقت کسی معاملے میں امت کے لیے ائمہ فقہا میں سے کسی ایک کے مذہب پرعمل کرنا دشوار ہوتو دوسرے امام کے مسلک پر عمل کرلیا جائے، جس میں یسر اورآسانی، لچک اورنرمی اوروسعت وکشادگی ہو، خواہ عبادات کے اندر ہو، یا معاملات کے اندر، ازدواجی حقوق ہوں یا خاندانی اورمعاشری امور، عدالتی فیصلے ہوں یا جرائم کے سلسلے میں تعزیری اورتادیبی کارروائیاں؛ لیکن شرط یہ ہے کہ جوبھی قدم اٹھے، شریعت کے دائرے اورادلۂ شرعیہ کی روشنی میں۔

یہ دوسرا اختلاف جومسلک ومشرب کا ہے، یہ زیادہ تر فقہی، فروعی، اجتہادی اورظنی مسائل میں ہے، (نہ کہ اصول وعقائد میں) یہ اختلاف نہ کوئی عیب ہے اورنہ اسے ”دین میں تضاد اورتناقض“ سے تعبیر کیا جاسکتا ہے اورنہ اس کا امکان ہے کہ سرے سے اس کا وجود ہی نہ ہو، ایسی امت جس کے پاس جامع اورمکمل قانونی نظام ہواور نئے پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے فقہ واجتہاد کا دروازہ کھلا ہو، ایسے فقہی اجتہادی اختلاف کا پایا جانا ناگزیر ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس نوعیت کے اختلاف کا وقوع پذیر نہ ہونا ناممکنات میں سے ہے؛ کیوں کہ کتاب وسنت کے نصوص میں بسااوقات ایک سے زیادہ معانی کا احتمال پایا جاتا ہے، پھر یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ نص تمام قابل احتمال واقعات وحوادث کا احاطہ کرلے، کیوں کہ نصوص محدود ہیں اورواقعات غیر محدود، جیسا کہ علماء کی ایک جماعت نے اس کی تصریح کی ہے، پس قیاس کا سہارا لینا اوراحکام وعلل پر نظر ڈالنا اورشارع کی غرض اورشریعت کے مقاصد پر غور وخوض کرنا اورنئے حوادث ومسائل میں اسے حکم بنانا اوراس سے مدد لینا ضروری ہے، اسی چیز میں علماء کی آراء مختلف ہوجاتی ہیں، ظاہر ہے کہ ہر انسان کا ذہن ودماغ اورفکر وفہم اللہ رب العزت نے ایک جیسا نہیں بنایا ہے، اس لیے شرعی نصوص پر غور کرنے اورمختلف واقعات کے درمیان تطبیق پیدا کرنے میں اورمختلف احتمالات میں سے کسی ایک کوترجیح دینے میں علماء واصحاب رائے کے درمیان اختلاف پیدا ہوجاتا ہے اورایک مسئلے میں مختلف رائیں ہوجاتی ہیں، لیکن سب کا مقصد ایک اورسب کا ارادہ نیک ہوتا ہے اوروہ ہے صحیح نتیجے تک رسائی اورصحیح منزل کی تلاش۔

اور یہ ایک مبارک اورخوش آئند بات ہے کہ راہ اجتہاد کے ہر راہی وشیدائی کے لیے ہر حال میں کامیابی ہے، اگرصحیح نتیجے تک پہونچ گیا تو دوہرا اجر اوردوہرا انعام اورفکر وفہم نے خطا کی اورٹھوکر کھائی، پھربھی ایک انعام؛ اس لیے اس راہ میں سہولت اوریسر ہی یسر ہے، حرج اورتنگی کا کہیں نام ونشان نہیں۔

اس تشریح کی روشنی میں دیکھ لیا جائے کہ مسلکی اختلاف میں کیا نقص اورکیا عیب ہے؟ یہ تو سراپا خیر اورسراپا رحمت ہے اورفی الواقع اللہ کا عظیم انعام واحسان اپنے بندوں پر ہے اوردوسری طرف یہ اختلاف فقہی امت کے لیے ایک عظیم قانونی اورعلمی سرمایہ فراہم کرتا ہے، جس پر امت مسلمہ بجاطور پرفخر کرسکتی ہے؛ لیکن وہ اغیار واشرار جنہوں نے اس امت بالخصوص نئی نسل کوگمراہ کرنے کا تہیہ کررکھا ہے، وہ خام عقل مسلم نوجوانوں کی کمزوری اوردینی علوم اوراسلامی تہذیب وثقافت سے ان کی عدم واقفیت یا قلت واقفیت کوغنیمت سمجھ کران کی کمزوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اوران کے دلوں میں اپنے مذہب اورعقیدے سے متعلق غلط شکوک وشبہات پیدا کرتے ہیں، بالخصوص ہمارے وہ نوجوان طلبہ جومغربی ممالک کی یونیورسیٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے جاتے ہیں، انہیں گمراہ اوراپنے دین سے برگشتہ کرنے کی ہر ممکن کوشش کرتے ہیں، یا مخصوص فقہی مذاہب کے اختلاف کی ایسی بھیانک تصویر پیش کرتے ہیں کہ گویا یہ کوئی دین اورعقیدے کا اختلاف ہواور یہ لازمی طور پر دین میں تضاد اورتعارض کی نشان دہی کرتا ہے، حالاں کہ دونوں نوعیّتوں کے اختلاف کے درمیان زمین وآسمان کا فرق ہے۔

۳۔اور بہرحال دوسرا گروہ جس کی دعوت یہ ہے کہ مسلمان مختلف فقہی مسلک کی پیروی چھوڑ کر ایک نئے اجتہادی پلیٹ فارم پر آجائیں، اس سے پوری امت میں اتحاد، یکسانیت اور یک جہتی پیدا ہوجائے گی اوراس مقصد کے لیے وہ موجودہ فقہی مسلک پر سخت تنقید کرتے ہیں، ائمہ مجتہدین پر طعن وتشنیع کرتا ہے اورانہیں بے جا لعنت وملامت کا نشانہ بناتا ہے تو ہم نے ابھی اوپر اس فقہی اختلاف کی جو تشریح وتوجیہہ کی ہے اوراس کی جو حکمتیں اور علتیں بتلائی ہیں اور اجتہادی وفروعی مسائل میں ائمہ کرام کے درمیان اختلاف کی جونوعیت اورعلت بتلائی اور یہ کہ کسی زندہ، متحرک اورعالمی دین کے لیے جو پوری انسانیت کے لیے آیا ہو، ہرقوم اور ہرملک کے لیے ہواور رہتی دنیا کے انسانوں کے لیے ایک جامع نظام زندگی اورمکمل ضابطہ حیات رکھتا ہو، اس میں ایسی لچک، نرمی اوراختلاف کا ہونا ناگزیر ہے۔

اس نوعیت کا اختلاف صحابہ کرام کے درمیان آنحضورصلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی رونما ہوا؛ لیکن آپ نے اسے ناپسند نہیں کیا، بلکہ دونوں فریق کی تصویب فرمائی اورانہیں اس اختلاف پر قائم رکھا، جیسا کہ بنی قریظہ کی بستی کی طرف جاتے ہوئے صحابہ کرام کے درمیان عصر کی نماز پڑھنے میں اختلاف ہوا تھا۔

اسی نوعیت کا اختلاف ان فقہی مذاہب اورفقہاء کرام کے درمیان ہے اوران میں سے ہر مجتہد کے لیے اجر وانعام کا وعدہ ہے، اس وضاحت کے بعد نئے فکر وخیال کے حامیوں کواپنی اس غلط روش اورناپسندیدہ موقف سے باز آجانا چاہیے اوریہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس اختلاف کوختم کردینے کا خیال غلط اورگمراہ کن ہے، یہ اختلاف نہ کبھی ختم ہوسکتا ہے اورنہ یہ امت کے حق میں مفید ہوسکتا ہے۔

اس کے بعد جولوگ اس طرح کا نعرہ بلند کرتے ہیں، وہ اتفاق واتحاد کے بجائے امت میں فساد وانتشار پیدا کرنا چاہتے ہیں، جب کہ اس وقت امت کوسب سے زیادہ اس بات کی ضرورت ہے کہ وہ دشمنان اسلام کی معاندانہ سازشوں، سرگرمیوں اورطرح طرح کی تیاریوں اورچیلنجوں کے مقابلے میں متحد ہوں اورسب مل کر دین کی حفاظت وصیانت کی مخلصانہ کوشش کریں، نہ یہ کہ اس طرح کا نعرہ لگائیں جس سے جوڑ کے بجائے توڑ، اتفاق کے بجائے انتشار اورمحبت کے بجائے نفرت پیدا ہو۔

ان سب باتوں کے بعد ہم اپنے غیور نوجوان مسلم سپوتوں کو اس بات کی دعوت دیتے ہیں کہ وہ اختلاف سے باز آجائیں، باہمی نزاع وجدال اور آپس کے کشمکش کوختم کریں اورایک امت اورایک جماعت بن جائیں اوراسلامی اخوت کے رشتے سے ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوجائیں، جو اخوت ومحبت اورربط وتعلق کا سب سے زیادہ طاقتور ذریعہ ہے؛ کیوں کہ ہم سب کا رب ایک ہے، کتاب ایک ہے، نبی ایک ہے، قبلہ ایک ہے، ملت ایک ہے، نقطہ نظر ایک ہے، پھر مفید علمی بحثیں اختلاف، افتراق اورانتشار کا سبب کیوں کر بن سکتی ہیں؟

بعثت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقاصد اور غیر مسلم مشاہیر کی رائے

مولانا محمد احمد سجادی شعبۂ دعوت امارت شرعیہ

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور بعثت کا مقصد جہاں مخلوق کو غیر اللہ کی عبادت سے روک کر ایک اللہ عبادت کی طرف لے کر آنا تھا، وہیں ظلم وستم کا خاتمہ اور عدل وانصاف کا قیام بھی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد میں سے بعض کا ظہور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پہلے ہوا۔ جیسے حضو صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش سے پچاس یا پچپن دنوں پہلے واقعہ فیل کا تذکرہ ملتا ہے، کہ وہ ابرہہ (یمن کا حاکم) کا کعبۃ اللہ کو منہدم کرنے کے لئے اپنے لاء ولشکر کے ساتھ آنا، پھر ابابیل پرندہ کا ان پر کنکریاں برسانا اور یکے بعد دیگرے ان سب کا ہلاک ہو جانا، گویا اس بات کا اعلان تھا کہ اب اس دنیا کے بازار میں ظلم کی بولی نہیں بولی جائیگی، کیونکہ ظلم کی تاریک گھٹا کو چیر کر انصاف کا دیا جلانے دو جہاں کا سردار بس آنے ہی والا ہے، جو ظلم وستم کی جگہ عدل وانصاف قائم کریگا، وحشت ودہشت کی جگہ امن وامان قائم کریگا، اور حق تلفی جیسے جرم کو مٹا کر ادائیگی حقوق کو رواج دے گا۔

مقاصد بعثت کے کچھ اشارات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے بعد ظہور پذیر ہوئے۔ جب آپ کی پیدائش (مختلف اقوال کے مطابق) ۹/۸ ؍یا ۱۲؍ربیع الاول ۵۷۱ء کو ہوئی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ نے آسمان سے ستاروں کو جھکتے ہوئے دیکھا، اور ایک ایسا نور دیکھا کہ جس سے ملک شام کے محلات روشن ہو گئے، جس میں یہ صاف اشارہ تھا کہ اب عنقریب اللہ کی زمین سے کفر وشرک کی تریکی دور ہوگی اور انوار وہدایات سے تمام زمین روشن اور منور ہو جائیگی۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کی رات ایوان ''کسریٰ'' میں زلزلہ کا برپا ہونا، اور ہزاروں سال سے مسلسل روشن ''فارس'' کے آتش کدہ کا بجھ جانا، اس بات کی پیشین گوئی تھی کہ ایک وقت آئیگا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ماننے والوں کی حکومت فارس و روم اور ان جیسی تمام سپر (Super) طاقتوں پر قائم ہو جائیگی، جو تا قیامت رہے گی۔ اگر دیکھا جائے تو بنیادی طور پر بعثت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دو اہم مقاصد ہیں۔ ایک یہ کہ مخلوق مخلوق پر ظلم نہ کرے اور اس کے خاتمہ کا اشارہ واقعہ اصحاب فیل سے ہو گیا۔ دوسرا یہ کہ مخلوق اللہ کے ساتھ شرک کا معاملہ کر کے اپنے آپ پر ظلم نہ کرے، اور اس کے خاتمہ کا اشارہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے بعد ملک ''شام'' کے محلات کے روشن ہونے اور ایوان کسریٰ میں زلزلہ برپا ہونے سے ہو گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا مقصد یہ ہرگز نہ تھا کہ آپ قومی لیڈر اور ملکی رہنما بن جائیں، عرب کو ایک وطن قرار دیکر عرب قبائل کا ایک اتحاد قائم کر دیں اور سارے عرب کی منظّم اور مظبوط طاقتوں سے ایک پختہ اور جنگجو دستہ بنا لیں، پھر ایرانی، رومی یا کسی دوسری سلطنت پر فوج کشی کریں تا کہ آپ کو سیاسی مقام حاصل ہو جائے۔ اگر مقصد بعثت یہ ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی کوشش ضرور کرتے، مگر آپ نے اپنی بعثت کے بعد ایسا کچھ بھی نہیں کیا، جبکہ آپ عرب کے شہسواروں کے ذریعہ ایران وروم یا کسی دوسری سلطنت پر حملہ آور ہو سکتے تھے۔ نیز خود عرب کے اندر اتنے اجتماعی مسائل موجود تھے جو اعلیٰ سیاسی بصیرت اور انتظامی قابلیت سے لیس ایک ایسے لیڈر کے منتظر تھے، جو بلند پایہ اور قوی الارادہ رہنما ہو، جس کے عزائم بلند ہوں، جو پستی کی طرف لڑھکتی ہوئی قوم کو عزت وشرافت کی بلندی تک پہنچانے کا ارادہ رکھتا ہو، اور جو قوم کی قیادت کے ساتھ ساتھ اسکی اصلاح کی بھی صلاحیت رکھتا ہو، جسکی بدولت عرب ہر اعتبار سے دنیا کا بہترین اور مظبوط ملک بن سکے۔ مگر آپ کے اندر یہ ساری خوبیاں ہونے کے باوجود بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس دنیوی منصب کی چاہت کبھی نہ ہوئی، جبکہ عتبہ نے قریش کا نمائندہ بن کر آپ کے سامنے عرب کی سرداری کی پیشکش کی تھی، اور یہ کہا تھا ''اگر آپ قیادت چاہتے ہیں تو ہمیں اس سلسلہ میں ذرا بھی اختلاف نہیں ہے، آپ زندگی بھر ہمارے قائد بن کر رہیں، ہمیں خوشی ہوگی کیونکہ آپ کی صداقت وامانت زبان زد عام ہے''، یہی وجہ ہے کہ آپ کا لقب صادق وامین ہے۔ مگر آپ کا جواب تھا میں جنت کی خوشخبری سنانے والا اور لوگوں کو جہنم کے عذاب سے ڈرانے والا اور ایک اللہ کی طرف بلانے والا بنا کر بھیجا گیا ہوں، اگر تم میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند لا کر رکھ دو تو بھی میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلاؤنگا۔ کیونکہ میری بعثت کا مقصد دنیا کی شہنشاہی نہیں ہے، بلکہ اللہ کے بندوں کو مخلوق فانی کی عبادت سے پھیر کر ایک اللہ کی عبادت کی طرف لے جانا ہے، لوگوں کو گمراہی کی تاریکیوں سے نکال کر ہدایت کی روشنی کی طرف لیکر آنا ہے، نیک کاموں کی ترغیب دینا، برے کاموں سے روکنا، صاف، پاک چیزوں کو حلال کرنا، گندی ناپاک چیزوں سے روکنا اور طاقتور کو کمزوروں پر ظلم کرنے سے روکنا، بے کسوں کی مدد کرنا اور مخلوق پر رحم کی ترغیب دینا ہے۔ پیغمبر اسلام کے مذکورہ محاسن اور بعثت کے مقاصد پر دوسرے مذہب کے ماننے والوں نے بھی مضامین اور کتابیں لکھی ہیں۔ چنانچہ درجہ ذیل میں اس کے کچھ اقتباسات ذکر کئے جاتے ہیں۔

(۱) ہندو مذہب کے بڑے سنتھ ''ٹکڑو جی مہاراج'' (۱۹۶۸۔۱۱۹۰۹)

''ان کا تعلق مہاراشٹر سے ہے، یہ سنسکرت کے ماہر اور بڑے متحرک سماجی کارکن تھے'' انہوں نے اپنی ایک نظم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا سب سے اہم مقصد کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام مذہب پھیلانے کا بنیادی مقصد ایک اللہ کی عبادت کرنے کی تعلیم دینا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مورتی کی پوجا نہ کرنے کو کہا اور کہا کہ ایک اللہ کی عبادت کرو۔ آگے ٹکڑو جی اس عقیدہ کی تحسین کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ پیغام صرف ایک ملک کے لئے نہیں بلکہ پوری دنیا کے لئے تھا۔ (راسٹریہ سنگھ ٹکڑو جی مہاراج ورچت گرام گیتا باب ۲۷ ص ۲۹۴)

(۲) اسی طرح ''تلسی داس جی'' (مصنف رام چرت مانس ''راماین'' ۱۶۲۳۔۱۴۹۷) اپنی کتاب سنگرام پران میں قرآن اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ ''جب تک زمین پر اللہ کا خوبصورت کلام قرآن رہے گا تب تک اس کے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر نجات نہیں ملے گی، دنیا کی جو چیز اس کا (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا) نام لے گی تو وہ اللہ کی بندگی ہی شمار ہوگی، (جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کہا مانا اس نے اللہ کا کہا مانا) آگے تلسی داس جی کہتے ہیں: کہ اس کے بعد کوئی بھی اس جیسا پیدا نہیں ہوگا، ''یعنی اس کے بعد کوئی بھی نبی نہیں آئیگا (سنگرام پران: باب ۱۲، کانڈ ۶) اس کا خلاصہ یہ ہوا کہ ایک وقت ایسا آئے گا جب آپ کی لائی ہوئی تعلیمات عام ہو جائیگی اور لوگ ایک اللہ کی بندگی کرنے لگیں گے۔

(۳) ''مہاتما جیوتی راؤ پھولے'' (۱۱؍اپریل ۱۸۲۷۔ ۲۷؍نومبر ۱۸۹۰)

یہ ہندو مذہب سے تعلق رکھتے ہیں، یہ اپنے وقت کے سماجی کارکن، نامور مصنف اور ایک انقلابی شخص تھے۔ انہوں نے اپنے پہلے مراٹھی نظم میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف اور آپ کی بعثت کا مقصد کچھ اس طرح بیان کیا ہے کہ ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم ایک بہادر انسان تھے جو باطل پر حق کی جیت کے لئے اس دنیا میں تشریف لائے تھے، ان کا کام جھوٹے مذہب کی تردید کر کے سچے مذہب کو نافذ کرنا تھا، آپ نے پوری زندگی ایک اللہ کی عبادت میں گزار دی، آپ نے اونچ نیچ کا بھید بھاؤ ختم کیا، متکبرین کے غرور کو ملیا میٹ کر دیا اور کالے پر گوروں کی فضیلت کے تصور کو ختم کر کے سب کو ایک جیسا بنا دیا۔ جس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ حق کو بلند کیا اس وقت آپ کا ساتھ دینے والا کوئی نہ تھا، آپ اکیلے ہی حق کو لیکر آگے بڑھے، مورتی کی پرستش کرنے والوں کی مخالفت کی اور انہیں مورتی پوجا سے پھیر کر سب کو ایک اللہ کی بندگی کرنے والا بنا دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی چھوت چھات کا خیال کیے ہوئے لوگوں کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھایا اور سب کو برابری کا درجہ دیکر ایک ہی مسجد میں ایک ساتھ نماز پڑھنے کی تعلیم دی، گویا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی محبت اور اپنی تعلیمات کا اثر اس طرح چھوڑا کہ لوگ آپس میں حقیقی بھائی نہ ہوتے ہوئے بھی حقیقی بھائی کی طرح ہو گئے۔ اور اپنی جائیداد سے مسلمان بھائیوں کو حصہ دینے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی تعلیم یہ تھی کہ سب کا خالق ایک اللہ ہے، اسی سے سب کو ڈرنا چاہئے۔ اور چونکہ سب کا خالق ایک ہی ہے تو اس نے جو مذہب دنیا کے اندر بنایا ہے وہ بھی ایک ہی ہوگا، لہذا سب کو اسی راستہ پر چل کر ایک اللہ کی بندگی کرنی چاہئے۔ (مہاتما پھولے سمرگ واڈمی ص ۳۰۷۔۳۰۸)

(۴) ''پانڈورنگ سداشیو سانے عرف سانے گروجی'' (۱۸۹۹۔۱۹۴۰)

یہ مہاراشٹر کے مشہور مصنف، قوم کے بڑے خدمت گزار اور مانوتا کے لئے ہمیشہ پیش پیش رہنے والے عظیم شخص تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب ''اسلامی سنسکرتی'' میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا: کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے پہلے عرب کی حالت بد سے بدتر تھی مگر آپ کے آنے سے وہاں انقلاب آ گیا، ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے کوئی فرشتہ جنت سے سرزمین مکہ پر اتر آیا ہو، وہ لوگ جن کے دل لڑائی، جھگڑا، حسد، بغض، کینہ، کپٹ اور ظلم و جبر سے زنگ آلود تھے، آپ نے آکر انکے دلوں کو ان سب چیزوں سے پاک وصاف کر کے اس میں بھائی چارہ، اور پیار محبت بھر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ عرب جہاں اخلاق نام کی کوئی چیز نہیں تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے وہاں اخلاقیات کی لہر دوڑ گئی، اور جہاں اللہ اور انسانیت کے قانون کی دھجیاں اڑائی جاتی تھی وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے قانون کو اس طرح نافذ کیا کہ بت پرستی اور تمام بے بنیاد ریتی رواج کا خاتمہ کر دیا اور لوگوں کو ایک اللہ کی عبادت کرنے کی تعلیم دی۔ ایک مرتبہ فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ ایک اللہ کی عبادت کی طرف لوگوں کو بلانے کے لئے دور دراز علاقہ میں پھیل جاؤ، وہاں کے لوگوں کی زبانیں سیکھو، سب کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرو، صداقت وامانت کو لازم پکڑو، کسی کو دھوکہ نہ دو، پتھر دل نہ بنو، اور کسی کو نہ دھتکارو''

(۵) سوامی وویکانند جی (۱۸۶۳۔۱۹۰۲) یہ ہندو مذہب کے ایک مہان گرو اور ''رام کرشن مشن'' (یہ ہندازم کے ماننے والوں میں سے ایک فرقہ کا نام ہے) کے بانی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ مذہب اسلام حق ہے تبھی تو وہ آج تک باقی ہے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے برابری اور مساوات قائم کر کے آپسی بھید بھاؤ کو ختم کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے برابری کا درس اس طرح دیا کہ اگر کوئی غلام مرد اور آزاد عورت آپس میں شادی کرنا چاہیں تو بلا جھجھک کر سکتے ہیں۔ (سوامی وویکانند گرنتھاولی جلد ۴۔ جگا تیل تھور آچاریہ ص ۱۶۰)

خلاصہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اور آپ کی بعثت کے مقاصد اتنے واضح ہیں کہ غیر بھی اسے آسانی سے سمجھ سکتے ہیں بس ہم مسلمانوں کو جنہیں اللہ رب العزت نے خیر امت کا لقب دیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے مقاصد جس کو خود آقائے مدنی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے بیان فرما دیا کہ ''**بعثت لاتم مکارم الاخلاق**'' کہ میں تو اعلی اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہوں۔ آج ہمیں انہیں اخلاق وعادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی زندگی میں شامل کرنے اور ان اخلاق کے عملی مظاہرے کے ساتھ غیروں کے دلوں پر دستک دینے کی ضرورت ہے، یقیناً یہی عمل غیر مسلم بھائیوں کے لئے اسلام کی سچی ترجمانی، اور دین اسلام کی مظبوط دعوت ہوگی۔

سید محمد عادل فریدی

اخبارِ جہاں

ہندوپاک کے مابین تجارت کے وسیع امکانات: عالمی بینک

عالمی بینک کا کہنا ہے کہ ہندستان اور پاکستان کے درمیان تجارت کے وسیع امکانات ہیں، لیکن باہمی تنازعہ اور مصنوعی رکاوٹوں کی وجہ سے ان سے خاطر خواہ فائدہ نہیں اٹھایا جاسکا ہے۔ پاکستان کے انگریزی روزنامہ ''دی ڈان'' میں شائع عالمی بینک کی رپورٹ ''گلاس ہاف فل: پرومز آف ریجنل ٹریڈ ان ساؤتھ ایشیا'' کے مطابق ہندستان اور پاکستان کے درمیان تجارت فی الحال دو ارب ڈالر سے تھوڑی زیادہ ہے۔لیکن دونوں ممالک اگر مصنوعی رکاوٹوں کو ختم کرنے پر راضی ہوجاتے ہیں تو یہ اعداد وشمار بڑھ کر ۳۷/ارب ڈالر ہوسکتے ہیں۔(یواین آئی)

اسرائیل وفلسطین کے درمیان امن کی بحالی کے لئے اقوام متحدہ جنرل اسمبلی میں ووٹنگ

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کی چیئر مین ماریہ فرننڈا ایسپنوزا نے کہا ہے کہ جنرل اسمبلی نے فلسطینی علاقوں پر اسرائیلی قبضے کو ختم کرنے کے لئے ایک تجویز پر ووٹنگ کرائی ہے۔ووٹنگ میں تجویز کے حق میں ۱۵۶/ووٹ اور اس کے خلاف چھ ووٹ پڑے جبکہ ۱۲/ارکان نے ووٹ ہی نہیں کیا۔اس طرح سے کثرت رائے کی بنیاد پر تجویز کے مسودے کو قبول کیا گیا۔(یواین آئی)

ترکی نے ۱۴۱/فوجیوں کے خلاف گرفتاری وارنٹ جاری کیا

ترکی کی سرکاری نیوز ایجنسی اناطولیہ کے مطابق ۲۰۱۶ء میں حکومت کا تختہ پلٹنے کی کوششوں میں شامل ہونے کے الزام میں ترکی حکومت نے ۱۴۱/فوجیوں کے خلاف گرفتاری کا وارنٹ جاری کیا ہے۔(یواین آئی)

وہائٹ ہاؤس کے چیف آف اسٹاف استعفیٰ دیں گے

امریکی صدر ڈونالڈ ٹرمپ کے ساتھ تعلقات میں تلخیوں کی رپورٹوں کے بعد وہائٹ ہاؤس کے چیف آف اسٹاف جان کیلی آنے والے دنوں میں اپنے عہدے سے استعفی دیں گے۔سی این این کی رپورٹ کے مطابق ڈونالڈ ٹرمپ اور جان کیلی کے درمیان تناؤ میں اس قدر اضافہ ہوگیا ہے کہ دونوں کے درمیان کچھ دنوں سے بات چیت بھی نہیں ہورہی ہے۔رپورٹ کے مطابق ڈونالڈ ٹرمپ پہلے سے ہی جان کیلی کی جگہ کسی اور کی تقرری پر تبادلہ خیال کررہے ہیں۔(یواین آئی)

دنیا بھر میں ہر سال پانچ کروڑ ساٹھ لاکھ عورتیں اسقاط حمل کرانے پر مجبور

اقوام متحدہ کے مطابق دنیا بھر میں ہر سال قریب پانچ کروڑ ساٹھ لاکھ عورتیں اور لڑکیاں اسقاط حمل کرانے پر مجبور ہوجاتی ہیں،ان میں سے پانچ کروڑ کا تعلق ترقی پذیر ممالک سے ہوتا ہے۔اسقاط حمل کی خطرناک حد تک زیادہ شرح کی بنیادی وجوہات میں ان ممالک میں شادی سے پہلے ہونے والے جسمانی تعلقات میں کثرت سے اضافہ،سماجی حالات اور غربت بھی شامل ہیں۔(ڈوئچے ویلے)

اقوام متحدہ میں حماس کے خلاف امریکی قرارداد مسترد

اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے حماس کے خلاف امریکی قرارداد مسترد کردی۔بین الاقوامی خبر رساں ایجنسی کے مطابق امریکہ نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں حماس کے خلاف مذمتی قرارداد پیش کی تھی۔قرارداد کے حق میں ۸۷/اور مخالفت میں ۵۷/ووٹ پڑے جب کہ ۳۳/ممالک نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا۔اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے قوانین کے تحت قرارداد کی منظوری کے لیے درکار دو تہائی اکثریت حاصل نہیں ہوسکی جس کے باعث قرارداد کو مسترد کردیا گیا۔اس قرارداد کی منظوری کے لیے اسرائیل اور امریکہ نے لابنگ کی تھی اور قرارداد کی منظوری کے لیے امریکی سفیر نکی ہیلی نے اراکین کو قرارداد کے حق میں ووٹ دینے کے لیے خطوط لکھے تھے جس میں قرارداد کی نامنظوری پر دھمکی بھی دی گئی تھی۔دوسری طرف امریکی قرارداد مسترد ہونے پر حماس نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا شکریہ ادا کیا اور امریکی واسرائیلی عزائم کی سخت الفاظ مذمت کی۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

برطانیہ نے ہندوستان، روس اور چین کے لیے گولڈن ویزا اسکیم بند کردی

برطانیہ نے منی لانڈرنگ کے خلاف کارروائی کرتے ہوئے ہندوستان، چین اور روس کے لیے گولڈن ویزا اسکیم کو بند کردیا ہے۔بین الاقوامی خبر رساں ادارے کے مطابق برطانوی حکومت نے منی لانڈرنگ، انسانی اسمگلنگ اور دیگر جرائم میں اضافے پر بھارت، روس اور چین کے لیے گولڈن ویزا معطل کر کے اسکیم کو بند کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔واضح ہو کہ برطانیہ نے اسی سال گولڈن ویزا اسکیم کو مالی طور پر مستحکم افراد اور صنعت کاروں کے لیے متعارف کرایا تھا،جس سے ہزاروں افراد نے برطانیہ میں شہریت حاصل کی اور برطانیہ نے بھی اس اسکیم سے ۴۹۸/ملین پونڈز کا ریونیو کمایا تھا۔(نیوز ایکسپریس پی کے)

لگزمبرگ دنیا کا پہلا ملک جہاں پبلک ٹرانسپورٹ مفت ہوگی

یورپی ملک لگزمبرگ کی حکومت نے شہریوں کے لیے آئندہ سال سے ہر قسم کی پبلک ٹرانسپورٹ کو مفت کرنے کا اعلان کردیا ہے۔حال ہی میں لگزمبرگ کے وزیر اعظم ژاویر بیٹل نے دوسری مدت کے لیے وزارت عظمیٰ کا منصب سنبھالا ہے،اس موقع پر اتحادی حکومت نے اعلان کیا ہے کہ آئندہ برس یعنی ۲۰۱۹ء کی گرمیوں تک ملک میں ہر قسم کی پبلک ٹرانسپورٹ کو مفت کردیا جائے گا۔آئندہ سال موسم گرما سے ٹرین، بسوں اور ٹرامز میں شہری بغیر کرائے کے سفر کر سکیں گے،اس اقدام کا مقصد ٹریفک کے ازدحام سے بچانا اور ماحولیاتی تبدیلیوں پر قابو پانا ہے۔(نیوز ایکسپریس)

بزنس روزگار و کیریئر

عالم امتحان کے رجسٹریشن کی تاریخ میں توسیع

مولانا مظہر الحق عربی فارسی یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ نے متفقہ طور پر عالم کے امتحان کے لیے رجسٹریشن و فارم بھرنے کی تاریخ میں ۱۷/دسمبر ۲۰۱۸ء تک بغیر تاخیری فیس کے اور تاخیری فیس کے ساتھ مورخہ ۲۰/دسمبر ۲۰۱۸ء تک توسیع کر دی ہے۔رجسٹریشن فارم مولانا مظہر الحق عربی و فارسی یونیورسٹی کی آفیشیل ویب سائٹ www.mmhapu.bih.nic.in پر دستیاب ہے۔

میٹرک امتحان کے رجسٹریشن کی تاریخ میں توسیع

بہار اسکول اکزامنیشن بورڈ کی طرف سے ۲۰۲۰ء میں ہونے والے میٹرک کے امتحان کے لئے ریاست میں پہلی بار ۹/ویں درجہ میں زیر تعلیم طلبہ وطالبات کا رجسٹریشن کرایا جارہا ہے، بورڈ کے چیئر مین آنند کشور نے بتایا کہ سیکنڈری سطح کی تعلیم فراہم کرنے والے سبھی درجہ کے منظور شدہ تعلیمی اداروں کے کلاس ۹/ویں میں ریگولر تعلیم حاصل کرنے والے اور آزاد درجہ کے طلبہ وطالبات کا بغیر لیٹ فیس کے ۱۰/دسمبر تک اور ۱۵/دسمبر تک ۱۰۰ روپے لیٹ فیس کے ساتھ رجسٹریشن کرایا جائے گا،اس مدت میں رجسٹریشن کرانے پر فیس ۱۸/دسمبر تک جمع کی جاسکتی ہے۔آن لائن رجسٹریشن کرنے اور فیس جمع کرنے میں کسی قسم کی دقت ہونے پر اسکول کی سہولت کے لئے ہیلپ لائن نمبر 0612-2232257, 2232074, 2230051, 2232239, 2232227 پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

بینکوں کی ۲۱/دسمبر کو ملک گیر ہڑتال

مرکزی حکومت کی پالیسیوں اور اس کے فیصلوں کے خلاف بینک افسران اور ملازمین کی مختلف تنظیموں نے اپنی تحریک تیز کرتے ہوئے اب فیصلہ کن جنگ کا اعلان کیا ہے۔انڈین بینک ایسوسی ایشن او دیگر بینک تنظیموں کے مابین تنخواہ میں اضافہ کے معاملے پر ۳۰/نومبر کو ہوئی میٹنگ میں ۸/فیصد اضافہ کی تجویز پر آل انڈیا بینک آفیسر کنفیڈریشن نے میٹنگ کا بائیکاٹ کرنے کے بعد اب ۲۱/دسمبر کو اپنے مطالبات وموقف کی حمایت میں ملک گیر بینک ہڑتال کا فیصلہ کیا ہے۔

بہار کے کالجوں میں تعلیمی حالات بہتر بنانے کے لیے منصوبہ بندی

ریاست کے کالجوں میں تعلیمی ماحول کو بہتر بنانے اور معیاری تعلیم کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے منصوبہ بندی کی جارہی ہے،اس کے لیے اساتذہ کی حاضری پر بھی توجہ دی جارہی ہے،تاکہ کلاسیں پابندی کے ساتھ ہوں، دوسری طرف تعلیمی اور امتحان کا کیلنڈر بنانے پر بھی غور کیا جارہا ہے۔تعلیمی ماحول کو بہتر بنانے کے لیے منصوبہ بندی کے ساتھ ساتھ اب پریکٹیکل کلاسز کو بھی بہتر بنانے کے لیے کئی پروگرام بنائے جارہے ہیں،اس کے لیے کالجوں کی لیبوریٹریز کو جدید سہولیات سے آراستہ اور اپ ٹو ڈیٹ کیا جائے گا،اس کے لیے گورنر ہاؤس میں ایک چار نفری کمیٹی بنائی گئی ہے جو کالجوں کی لیبوریٹریز کی جدید کاری کی تجویز تیار کرے گی۔اس چار نفری کمیٹی میں پٹنہ یونیورسٹی کے شعبہ جغرافیہ کے صدر پروفیسر محمد ناظم، پٹنہ سائنس کالج کے پروفیسر اتول آدتیہ پانڈے،تارا منڈل پٹنہ کے سائنسداں کمار رام جی سنگھ اور پٹنہ یونیورسٹی کے شعبہ حیوانات کے پروفیسر پی کے خان شامل ہیں۔(دینک بھاسکر)

قطر نے کیا اوپیک (OPEC) چھوڑنے کا فیصلہ

قطر کے وزیر توانائی سعد الکعبی نے اعلان کیا کہ قطر یکم جنوری ۲۰۱۹ء سے تیل برآمد کرنے والے ملکوں کی تنظیم اوپیک (Organization of the Petroleum Exporting Countries) سے باہر ہوجائے گا۔انہوں نے اعلان کیا قطر قدرتی گیس کی اپنی پیداوار سالانہ ستر ملین ٹن سے بڑھا کر ایک سو دس ملین ٹن کرنا چاہتا ہے۔اس منصوبے پر توجہ دینے کے لیے اس نے اوپیک سے باہر ہونے کا فیصلہ کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ قطر کے اوپیک سے نکلنے کے فیصلہ کے پیچھے سیاسی وجوہات کارفرما نہیں ہیں بلکہ وہ اپنی سب سے بڑی برآمد کی جانے والی پیداوار یعنی قدرتی گیس پر توجہ مرکوز کرنا چاہتا ہے۔خیال رہے کہ قطر قدرتی گیس (LNG) برآمد کرنے والا دنیا کا سب سے بڑا ملک ہے، دنیا کی کل قدرتی گیس کی پیداوار میں قطر کی تیس فیصد حصہ داری ہے۔قطر چاہتا ہے کہ قدرتی گیس کے معاملہ میں دنیا بھر میں اس کا غلبہ مزید بڑھے، فی الحال وہ اوپیک کا گیارہواں سب سے بڑا تیل پیدا کرنے والا ملک ہے،قطر نے اکتوبر ۲۰۱۸ء میں روزانہ 6.10 لاکھ بیرل کچے تیل کا پروڈکشن کیا۔قطر ۱۹۶۱ء سے اوپیک کا رکن ہے۔واضح ہو کہ اوپیک (Organization of the Petroleum Exporting Countries) پیٹرولیم پیدا کرنے والے پندرہ ممالک کی مشترکہ تنظیم ہے، الجیریا، انگولا، کانگو، ایکواڈور، اکواٹوریل گنی، گیبان،ایران،عراق،کویت، لیبیا، نائجیریا،قطر،سعودی عرب،متحدہ عرب امارات اور وینیزوئیلا اس کے رکن ممالک ہیں۔عالمی تجارت کے معاملہ میں اوپیک کا اثر نہ صرف تیل کی صنعت میں شامل کمپنیوں کے نفع نقصان پر پڑتا ہے بلکہ وہ ٹرانسپورٹ، زراعت، تعمیرات وغیرہ کے شعبوں کو بھی متاثر کرتا ہے۔ماہرین کا ماننا ہے کہ قطر کے اس فیصلہ سے ہندوستان پر زیادہ فرق نہیں پڑے گا، کیوں کہ ہندوستان کی پیٹرولیم درآمدات کا زیادہ تر تعلق عراق، سعودی عرب اور ایران سے ہے۔اس کے علاوہ قطر سے دیگر تجارتی تعلقات بھی بہت زیادہ وسیع نہیں ہیں۔امریکی پابندیوں کی وجہ سے اگر مستقبل میں بھی ہندوستان کو ایران سے اپنی درآمدات کم کرنی پڑی تو قطر ایک متبادل ہوسکتا ہے۔اس کے ساتھ ہی آنے والے وقتوں میں اگر ہندوستان کے تعلقات قطر سے بہتر ہوئے تو اس کو قطر سے سستے داموں میں قدرتی گیس مل سکتی ہے۔

طب وسائنس

بلڈ پریشر کیسے کنٹرول کیا جائے؟

عدم اطمینان، بے چینی، بے قراری کے اس دور میں فشار الدم ایک تکلیف دہ اور خوفناک مرض کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ ایک عام انسان خواہ مرد ہو یا عورت اسے ایک دھڑ کا لگا رہتا ہے کہ اس کا بلڈ پریشر بڑھ نہ جائے، کسی آدمی کو فالج ہوتا ہے تو تشخیص یہ ہوتی ہے کہ مریض کا بلڈ پریشر بہت زیادہ بڑھ گیا تھا، برین ہیمرج و شریان کے پھٹنے سے ناک کے ذریعہ اتنا خون آنا کہ موت واقع ہو جائے، اس حملہ سے جو لوگ موت سے بچ جاتے ہیں ان کے مرض کا سد باب یہی بلڈ پریشر بتایا جاتا ہے۔

اسباب: اس مرض کے لئے یہ تعین کرنا کہ اس کا فلاں خوراک یا فلاں سبب ہے ممکن نہیں، مختلف مریضوں میں مختلف حالات ہوتے ہیں، تاہم یہ بات طے شدہ ہے کہ انسان کی خوراک، اس کے معاشی سماجی حالات، گھریلو زندگی کے معاملات اس مرض میں معاون ہوتے ہیں۔

ایسے افراد جو اپنے کھانے پینے سونے جاگنے اور عبادت کے اوقات میں توازن پیدا کر لیتے ہیں وہ اس مرض سے محفوظ رہتے ہیں۔ موجودہ دور جس کو خوش خوراکی کا دور سمجھا جاتا ہے، اس میں مرغن، چٹ پٹے اور مسالہ دار غذاؤں کا رواج عام ہے، موجودہ دور کا انسان مصروف ہے، گھر کا سادہ کھانا میسر نہیں جو اس مرض کو بڑھانے میں بنیادی حیثیت اور سبب کی حیثیت رکھتے ہیں۔

اعتدال سے خوراک انسان کے لئے مفید ہے لیکن کسی بھی غذا کا بے جا استعمال اور سیاحت نہ کرنا خصوصاً پیدل نہ چلنا، بھنے ہوئے مرغ، روسٹ، بازاری کباب، تلی ہوئی مچھلی، تیز مرچ، شادی بیاہ کے کھانوں میں غذا کو لطف اندوز بنانے کے لئے جاوتری، لونگ اور گرم مسالہ کا استعمال، کھانے کے ساتھ سلاد یا دہی کے استعمال سے اجتناب بھی اس مرض کو پیدا کرتا ہے۔

قبض کو اُم الامراض کہا جاتا ہے، میدہ کے نان، ڈبل روٹی، رس، بیکری، باقر خوانی اور ایسی اغذیہ کا استعمال اس کا سبب ہے۔ اگر صحت مند انسان کو اجابت یا فراغت ہو تو ایک حد تک ایسے امراض سے محفوظ رہتا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ انسان کی زندگی میں معاشی تنگدستی، گھریلو نا چاقی، بے روزگاری، بچوں کی تعلیم کے کمر توڑ اخراجات، مہنگائی اور ناخالص اغذیہ بھی اس مرض کو جنم دینے میں اپنا ثانی نہیں رکھتیں۔ موجودہ دور میں شریانوں میں شحمیات (FATS) کولیسٹرول کے بڑھنے سے خون کی گردش میں رکاوٹ بھی اس کا باعث ہے۔

علامات: اکثر اوقات مریض کھانے کے بعد سر میں بوجھ، آنکھوں سے حرارت کا نکلنا، کندھوں پر بوجھ، بعض اوقات ہاتھ پاؤں اور چہرے پر جلن محسوس کرتا ہے۔ عام طور پر لوگ اسے ''گرمی'' سمجھ کر نظر انداز کر دیتے ہیں۔ ابتدا میں اگر توجہ دی جائے تو مرض جلد ختم ہو جاتا ہے۔ بلڈ پریشر، شوگر، کولیسٹرول کا بڑھنا اور دیگر امراض کا شائبہ ہوتے ہی مریض کو احتیاط اور اگر ضروری ہو تو دوا سے صحت کو برقرار رکھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں ''مفت علاج'' کے بلند بانگ دعوؤں کے برعکس سینکڑوں ہیلتھ سنٹر ہونے کے بعد ایسی کوئی سہولت میسر نہیں اور عام آدمی بھی ایسی کسی ضرورت کو محسوس نہیں کرتا۔

بلڈ پریشر یا فشار الدم کی اقسام:۔ عام حالات میں بلڈ پریشر کی دو ہی اقسام کو آسانی سے بیان کر سکتے ہیں۔

اولاً: بلڈ پریشر میں زیادتی High Blood Pressure

ثانیاً: بلڈ پریشر میں کمی Low Blood Pressure

بلڈ پریشر کا بڑھنا خطرناک اور فوری توجہ چاہتا ہے جبکہ بلڈ پریشر کا کم رہنا خطرناک تو نہیں تکلیف دہ ہے۔ ہائی بلڈ پریشر کی علامات کا ذکر ہو چکا ہے تو بلڈ پریشر (Low Blood ressure) میں مریض صبح اٹھنے کو بوجھ محسوس کرتا ہے، جسم میں شدید تھکاوٹ، نقاہت، کندھوں میں درد، پنڈلیوں میں درد، بغیر کوئی مشقت کے کام کرنے کے آرام و سکون کی تلاش، سردیوں میں شدید سردی محسوس ہونا، گرمی میں ہاتھ پاؤں کا ٹھنڈا ہونا، سر درد، دونوں حالتوں میں ممکن ہے۔ جب بلڈ پریشر بڑھا ہوگا، سر درد میں سر پھٹتا محسوس ہوتا ہے، اگر کم پریشر ہو تو سر میں ٹھنڈک اور بوجھ اور نیند کا غلبہ ہوگا۔

علاج: عارضی طور پر جو کہ کسی ہیجان غصہ، نفرت یا غذا کے غلط استعمال کی وجہ سے مرض کی کیفیت ہو اور مریض کو قے آ جائے تو وقتی طور پر یہ مرض ختم ہو جاتا ہے، مریض کو جب عارضی طور پر مرض کی کیفیت ہو تو وقتی دوا کا سہارا جرم نہیں لیکن عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب کوئی معالج دوا تجویز کرتا ہے تو یہ دوا اتنی دیر کھانی چاہئے جب تک کہ معالج کہے !لیکن عوام میں یہ رویہ پایا جاتا ہے کہ ایک مریض کو دوا سے فائدہ ہوتا ہے تو دوسرا آدمی مشورہ کے بغیر وہ دوا نمونہ کے طور پر لے کر میڈیکل سٹور سے خریدتا ہے اور دوا کو بغیر ضرورت استعمال کرتا ہے جو خطرناک رجحان ہے۔ بلڈ پریشر کے لئے عام مستعمل ادویہ پیشاب آور ہیں جن کا تسلسل سے استعمال گردوں کو متاثر کرتا ہے۔ اگر مریض کو عارضی مرض ہو اور موسم گرما میں تربوز میسر آئے تو تربوز یا اس کے پانی کا استعمال کرنے سے فوری افاقہ ہوتا ہے۔ چاٹی کی لسی یا کچی لسی کا استعمال بھی تیز بلڈ پریشر کو کم کرتا ہے۔ تازہ پانی میں لیموں کا رس نچوڑ کر استعمال کرنا بھی مفید ہے۔

مستقل مرض کی صورت میں اصولی علاج کے بغیر مرض سے نجات ممکن نہیں۔ مریض کو اگر قبض ہے تو اس کو دور کرنا ضروری ہے۔ مریض کو مستقل طور پر ایسی غذائیں جن سے خون میں حدت بڑھتی ہے مثلاً انڈہ، گوشت، مچھلی، پائے، پراٹھہ، شادی کے پر تکلف کھانے سے بچنا ضروری ہے۔ سادہ غذا کدو، ٹینڈے، شلجم، گاجر یا سادہ شوربہ جس میں نمک نہ ہو استعمال کرنے کی ضرورت ہے۔

جن مریضوں کا بلڈ پریشر کم رہتا ہے۔ وہ نمک والی چائے، نمک ملا کر لیموں کا پانی، انڈہ، مچھلی، ایسے کھانے جن میں بادام پستہ شامل ہو استعمال کریں۔ دنیا کی آبادی کا 12 سے 20 فیصد طبقہ اس مرض میں مبتلا ہے۔ سیر و تفریح کو معمول بنا کر اور سادہ غذا کے استعمال سے ہم اس مرض سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ اللہ کا ذکر پریشانیوں کو کم کرتا ہے۔

ہفتۂ رفتہ

راشد العزیزی ندوی

ایران سے تشریف لائے علماء کرام کے وفد کی امارت شرعیہ آمد

ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام جلسۂ سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم میں شرکت کے لیے ایران سے تشریف لائے علماء و دانشوران کے وفد نے مورخہ ۳/دسمبر ۲۰۱۸ء کو امارت شرعیہ کے مختلف شعبہ جات کا معائنہ کیا۔ اس موقع سے ناظم امارت شرعیہ حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب نے مہمانوں کو امارت شرعیہ کے تمام شعبہ جات سے متعارف کروایا اور امارت شرعیہ کے تعارف اور اس کی شرعی حیثیت پر مشتمل کتابچے بھی اردو و عربی زبان میں مہمانوں کو تحفتاً پیش کیے۔ ایران سے تشریف لائے علماء کرام کے اس وفد میں حضرت مولانا ابراہیم فاضلی حسینی صاحب امام جمعہ اہلسنت، مہتمم دار العلوم جامعۃ الاحناف مشہد، خراسان ایران، جناب آقائی مہدوی مہر نائب رئیس جامعۃ المصطفیٰ العالمیہ ایران، مولانا سید یحیٰ فاضلی حسینی استاذ و نائب مدیر دار العلوم جامعۃ الاحناف مشہد، ایران، جناب وحید روشنی ماہر ثقافتی و مذہبی ھند (مجمع تقریب مذاہب اسلامی ایران)، مولانا سید صادق الحسینی صاحب دہلی صاحب شریک تھے۔ مہمانان کرام کے اس وفد نے اس کے بعد ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن کے دفتر کا بھی معائنہ کیا اور فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری انجینئر عبید الرحمٰن سے فاؤنڈیشن کے اغراض و مقاصد اور اس کے کاموں کے بارے میں گفتگو کی۔ ناظم امارت شرعیہ حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی صاحب کی مرتب کردہ برصغیر کے مفتیان کرام کے دو سو سالہ فتاویٰ کا ضخیم تر مجموعہ فتاویٰ علماء ہند کو بھی علماء کرام نے سرسری طور پر دیکھا اور مرتب کتاب کی جانب سے مہمانوں کی خدمت میں فتاویٰ علماء ہند کے عربی ترجمے کا نسخہ ہدیتاً پیش کیا گیا، جسے دیکھ کر مہمانان مکرم بہت مسرور ہوئے اور اس کتاب کو علماء و طلبہ کے ساتھ ساتھ عام لوگوں کے لیے بھی بہت ہی مفید قرار دیا۔ اس کے بعد نماز مغرب کے بعد المعہد العالی امارت شرعیہ میں طلبہ کے سامنے علماء ایران کا علمی اور فقہی موضوعات پر وقیع محاضرہ بھی پیش کیا گیا۔ اس موقع پر ناظم امارت شرعیہ کے علاوہ مولانا افتخار احمد نظامی معاون ناظم امارت شرعیہ، ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن کے جنرل سکریٹری انجینئر عبید الرحمٰن، ڈاکٹر سہیل احمد، مولانا سجاد میموریل اسپتال کے میڈیکل سپرنٹنڈنٹ جناب ڈاکٹر سید نثار احمد صاحب، جناب مولانا رضاء اللہ قاسمی صاحب وغیرہ موجود تھے۔

سو روپے میں خاندانی جائیداد کی رجسٹری

ریاست میں آبائی اور خاندانی جائیداد کی رجسٹری اب محض سو روپے دے کر کیا جا سکے گا۔ حکومت نے خاندانی جائیداد تنازع کے مقدمات کو ختم کرنے کے ارادے سے رجسٹری فیس سو روپے کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ وزیر اعلیٰ نتیش کمار کی صدارت میں ریاستی کابینہ کی میٹنگ میں ۲۱/تجاویز کو منظوری دی گئی۔ جس میں ریاست کے دیہی علاقوں میں تمام قسم کے پلاسٹک کیری بیگ پر پابندی لگانے کی تجویز بھی شامل ہے۔ کابینہ کے اجلاس کے بعد محکمہ داخلہ کے پرنسپل سکریٹری جناب عامر سبحانی نے بتایا کہ ریاست میں خاندانی جائیداد کو لے کر تشدد اور مار پیٹ جیسے واقعات آئے دن ہوتے رہتے ہیں، ان مسائل کو دیکھتے ہوئے حکومت خاندانی جائیداد کی رجسٹری شرح تقریبا ختم کرتے ہوئے پچاس روپے کر دیا ہے۔ زمین رجسٹری کے پچاس روپے کے ساتھ ہی اسٹامپ ڈیوٹی کے پچاس روپے الگ سے لگیں گے۔ عامر سبحانی نے بتایا کہ حکومت کا خیال ہے کہ اس حکم کے نافذ ہونے کے بعد آبائی اور خاندانی جائیداد سے منسلک تنازع کے مقدمات میں کمی آئے گی۔ اس سے ریاست کے نظم و نسق پر دوستانہ اثر پڑے گا اور عام لوگوں کو بڑا فائدہ پہونچے۔ انہوں نے بتایا کہ پہلے خاندانی جائیداد کی رجسٹری کے لئے خاندانوں کو کل اثاثوں کا پانچ فیصد فیس ادا کرنی پڑتی تھی، اس میں دو فیصد رجسٹری فیس کے ہوتے تھے جبکہ تین فیصد اسٹامپ فیس کے طور پر لئے جاتے تھے۔ (انقلاب ۵/دسمبر)

بہار اور کیرالہ میں خصوصی عدالتیں تشکیل دینے کی سپریم کورٹ کی ہدایت

سپریم کورٹ نے موجودہ اور سابق اراکین پارلیمنٹ اور اراکین اسمبلی کے خلاف التوا میں پڑے مجرمانہ معاملوں پر سماعت کے لئے بہار اور کیرالہ کے ہر ضلع میں خصوصی عدالتوں کی تشکیل کی ہدایت دی، چیف جسٹس رنجن گوگوئی، جسٹس ایس کے کول اور جسٹس کے ایم جوسف کی بینچ نے دونوں ریاستوں کے ہر ضلع میں خصوصی عدالتوں کی تشکیل کے سلسلے میں رہنما اصول دینے کے ساتھ ہی 14 دسمبر تک پٹنہ اور کیرالہ ہائی کورٹ سے عمل درآمد رپورٹ پیش کرنے کو بھی کہا ہے۔ سپریم کورٹ نے ہائی کورٹوں سے کہا ہے کہ پہلے سے تشکیل دی گئی خصوصی عدالتوں سے معاملوں کو ضلع عدالت میں بھیج دیا جائے۔ سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ اراکین پارلیمنٹ اور اراکین اسمبلی کے خلاف معاملوں کی سماعت کے لئے دو ریاستوں کے ضلعوں میں ضرورت کے مطابق عدالتوں کی تشکیل کی جا سکتی ہے، سپریم کورٹ نے یہ بھی کہا کہ خصوصتی عدالتیں جب اراکین پارلیمنٹ اور اراکین اسمبلی کے خلاف التوا میں بڑے معاملوں کی سماعت کریں گی تو ان کی ترجیحات میں عمر قید کے معاملے ہوں گے۔ (پندار ۵/دسمبر)

پورے ملک میں ۶/دسمبر یوم سیاہ کے طور پر منایا گیا

بابری مسجد کا یوم شہادت ۶/دسمبر پورے ملک میں یوم سیاہ کے طور پر منایا گیا، اس موقع پر دہلی کے پارلیامنٹ اسٹریٹ پر بابری مسجد کی تعمیر نو کے لیے سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے ممبران نے دھرنا بھی دیا۔ مختلف ملی تنظیموں اور سیکولر سیاسی پارٹیوں کے نمائندوں نے نے بابری مسجد سانحہ کو ملک کی پیشانی پر بدنما داغ اور جمہوریت کا قتل قرار دیا اور کہا کہ بابری مسجد کو شہید کرنے والے مجرموں کو سزا نہ ملنا قانون کے ساتھ مذاق اور ملک کی متحدہ تہذیب و تمدن پر حملہ ہے۔ اس موقع پر قومی و ملی قائدین نے مسلمانوں کو صبر و تحمل سے رہنے اور مسجد کی بازیابی کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کی اپیل کی۔

بقیات

بقیہ ڈاکٹر مناظر الدین……………

ابھی اسی سال جب مظفر پور کے کٹرہ بلاک وغیرہ میں سیلاب نے تباہی مچائی تو ریلیف کے سامان کی تیاری، پیکٹ بنانے اور بھجوانے کا کام انہیں کے ذریعہ ہوا، رات رات بھر اسکول کے بچے پیکٹ بناتے اور دن میں ہم لوگ ضرورت مندوں تک پہونچاتے، بعض دفعہ وہ خود بھی ساتھ ہوتے، اس کام میں اچھی خاصی رقم ان کی جانب سے صرف ہوئی۔

ڈاکٹر صاحب نے کئی بچوں کو اپنے خرچ سے دینی تعلیم دلوائی، ایک سو سے زائد بچے انہوں نے اپنے اسکول میں ایسے رکھے تھے جن کے گارجین فیس ادا کرنے کی سکت نہیں رکھتے تھے، انہیں مفت تعلیم دیا کرتے تھے، گاؤں علاقے اور مظفر پور میں کوئی پروگرام ہو، جھگڑا کھڑا ہو اس کو حل کرانے اور انجام تک پہونچانے میں ان کی حصہ داری پوری ہوتی، ان کا اسکول رحمانی تھرٹی کا مرکز امتحان برائے داخلہ اور مولانا مظہر الحق عربی فارسی یونیورسٹی کا اسٹڈی سنٹر بھی ہے، اس حوالہ سے بھی ان کی خدمات انتہائی وقیع اور قابل ذکر ہیں۔

ڈاکٹر صاحب پان کے شوقین تھے، غذا کی طرح حاصل کرتے اور دوا کی طرح استعمال کرتے وہ اپنے اخلاق وکردار، سماجی خدمات اور تعلیمی میدان میں عمدہ کارکردگی کے لیے سرخ رو تو تھے ہی، ان کے لبوں پر پان کی سرخی اور ہونٹوں پر ہر وقت مچلتی مسکراہٹ بھی ان کو سرخ رو بنائے رہتی تھی، ان کی غیرت وخودداری حد درجہ بڑھی ہوتی تھی، پریشانی کے موقع سے ہمدردی کے دو بول بھی ان کی غیرت وخودداری کو تازیانہ محسوس ہوتا تھا، اس لیے ممبئی میں ڈاکٹر کے جواب دینے کے بعد بھی انہوں نے زندگی میں وطن واپسی کو پسند نہیں کیا اور آخری سانس ممبئی میں لی، وطن واپسی پر عیادت والے جو ہمدری کے کلمات کہتے اس کے سننے کی بھی ان میں تاب نہیں تھی، ڈاکٹر صاحب نے کام تو بڑے حلقے کے لیے کیا، میدان عمل ان کا مظفر پور، ویشالی اور کٹیہار تک پھیلا ہوا تھا، لیکن سپوت وہ ویشالی کے تھے، جائے پیدائش کی مٹی کی سوندھی خوشبو سے اپنے کو الگ کرنا ممکن نہیں ہے، جناب احمد اشفاق کریم صاحب جب ممبر راجیہ سبھا ہوئے تو زبردست استقبالیہ دینے اور بعد میں مشاعرہ کے انعقاد میں بھی وہ پیش پیش تھے، میں نے کئی سال پہلے تعلیمی میدان میں مسلمانان ویشالی کی قابل قدر خدمات کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا تھا، جو میری کتاب ''تعلیم ترقی کی شاہ کلید'' میں شامل ہے، مناظر الدین صاحب کا تذکرہ کرتے ہوئے میں نے لکھا تھا کہ ڈاکٹر مناظر الدین صاحب کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تعلیمی تحریک کسے کہتے ہیں اور تحریکی آدمی کیسا ہوتا ہے، ہمارے درمیان سے ایک تحریکی آدمی رخصت ہو گیا، اور پس ماندگان میں بوڑھی ماں، دو لڑکے اور دو لڑکی کو چھوڑ گیا، سب کے لیے صبر جمیل اور مرحوم کے لیے دعاء مغفرت پر قلم کو روکتا ہوں۔ اللہ ہی سب کا والی وناصر ہے۔

بقیہ اسماء القرآن……………

مولانا موصوف نے ان ناموں سے متعلق آیات، پارے، سورتیں اور رکوع کو بھی بیان کر دیا ہے جو یقیناً بڑی کدوکاوش کا نتیجہ ہے اور جس کے لئے مؤلف نے بڑی عرق ریزی کی ہے، مؤلف نے ان نامون میں سب سے مشہور نام قرآن رکھنے کی چند وجوہات بھی بیان کر دی ہیں، جو گرچہ مختصر ہیں، مگر اہم ہیں، حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے علوم القرآن میں قرآن نام رکھنے کی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ کتاب اللہ کا یہ نام کفار عرب کی تردید میں رکھا گیا ہے وہ کہا کرتے تھے **لا تسمعوا لهذا القرآن والغوفيه** تم اس قرآن کو نہ سنو اور اس کی تلاوت کے دوران لغو باتیں کیا کرو، ان کفار کے علی الرغم قرآن نام رکھ کر اشارہ فرما دیا گیا کہ قرآن کریم کی دعوت کو ان اوچھے ہتھکنڈوں سے دبایا نہیں جا سکتا یہ کتاب پڑھنے کے لئے نازل ہوئی ہے اور قیامت تک پڑھی جاتی رہے گی، چنانچہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قرآن مجید ساری دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے (صفحہ ۲۴) بہر حال مؤلف کتاب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک اچھی پیش رفت کی، حق تعالیٰ ان کے علم اور ان کے قلم میں برکتیں عطا فرمائے اور ان کی اس سعی کو شرف قبولیت عطا کرے، ضرورت مند علم دوست اصحاب دار الکتاب دیوبند نیز دہلی کے دوسرے کتب خانوں سے بھی منگوا سکتے ہیں، کتاب پر قیمت درج نہیں ہے، اس لئے آپ ہدیہ بھیج کر حاصل کریں۔

ضروری اعلان

ادارہ کی جانب سے ہفت روزہ نقیب پابندی کے ساتھ متعینہ تاریخوں میں ڈاک خانہ کے حوالہ کر دیا جاتا ہے، ہمیں مسلسل یہ شکایت ملتی رہتی ہے کہ شمارہ ان تک نہیں پہونچا یا کئی شمارے ایک ساتھ ملے، ایسے تمام حضرات سے ہماری گذارش ہے کہ وہ اس سلسلے کی شکایت تحریری طور پر اپنے مقامی پوسٹ آفس سے کریں، اگر پھر بھی شکایت باقی رہے تو اپنی تحریری شکایت کی نقل جس پر پوسٹ آفس کی وصولی کی مہر لگی ہو، ہمیں بھی ارسال کریں تا کہ محکمہ ڈاک کے اعلیٰ افسران کے سامنے ہم مضبوطی سے اس معاملہ کو رکھ سکیں۔ **(مینیجر نقیب)**

نقیب کے خریداروں سے گذارش

اگر اس O دائرہ میں سرخ نشان ہے، تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی خریداری کی مدت ختم ہوگئی ہے۔ براہ کرم فوراً آئندہ کے لیے سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں، اور منی آرڈر کوپن پر اپنا خریداری نمبر ضرور لکھیں، موبائل یا فون نمبر اور پتے کے ساتھ پن کوڈ بھی لکھیں۔ مندرجہ ذیل اکاؤنٹ نمبر پر ڈائرکٹ بھی سالانہ یا ششماہی زر تعاون اور بقایہ جات بھیج سکتے ہیں، رقم بھیج کر درج ذیل موبائل نمبر پر خبر کر دیں۔

A/C Name: THE NAQUEEB, A/C No: 10331726168
Bank: SBI, Branch J.C. Road, Patna, IFSC Code: SBIN0001233
Mobile: 9576507798

نقیب کے شائقین کے لئے خوشخبری ہے کہ اب نقیب مندرجہ ذیل سوشل میڈیا اکاؤنٹس پر آن لائن بھی دستیاب ہے۔

Facebook Page: http//@imaratshariah
Telegram Channel: https://t.me/imaratshariah

اس کے علاوہ امارت شرعیہ کے آفیشل ویب سائٹ www.imaratshariah.com پر بھی لاگ ان کر کے نقیب سے استفادہ کر سکتے ہیں۔ مزید مفید دینی معلومات اور امارت شرعیہ سے متعلق تازہ خبریں جاننے کے لئے امارت شرعیہ کے ٹویٹر اکاؤنٹ @imaratshariah کو فالو کریں۔

(مینیجر نقیب)

اعـــلان مفقـــود الخبـــری

● معاملہ نمبر ۲۰۲/۱۷۸۱/ ۳۸ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ جمشید پور) سلطانہ انجم بنت شمس الدین روڈ نمبر ۱۶ مقام نمبر ۱۲۱۸ اسلام نگر کپالی، سرائے کیلا جھارکھنڈ۔ فریق اول۔ بنام۔ جمال ناصر ولد شمس الدین کمال ٹائیج ۳/ رکس کلب، منا بابو کواٹر، فرسٹ فلور میٹا برج، خضر پور، کولکاتا۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق اول۔ معاملہ ہذا میں فریق اول سلطانہ انجم نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ آزاد نگر روڈ نمبر ا مانگو، جمشید پور میں عرصہ چار سال سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوج ادا نہ کرنے کی بناء پر فسخ نکاح کا مقدمہ دائر کیا ہے، اس لئے اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جات اہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں، مورخہ ۳/ جمادی الاخری ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۰/ جنوری ۲۰۱۹ء روز جمعرات ۹/ بجے دن کو آپ خود مع گواہان وثبوت دار القضاء جمشید پور میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں ورنہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے یا پیروی نہ کرنے کی صورت میں مقدمہ کا تصفیہ کر دیا جائے گا۔ فقط۔ قاضی شریعت

● معاملہ نمبر ۲۱/ ۲۰۰/ ۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ شکر پور بھروارہ دربھنگہ) رابعہ عرف نیلو بنت عبد الخالق عرف محمد تمنے مقام وپوسٹ گرری تھانہ جالے ضلع دربھنگہ۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد بشیر ولد عبد الغفور مرحوم مقام حیات پور پوسٹ بھرواره تھانہ سنگھواره ضلع دربھنگہ۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دا ر القضاء امارت شرعیہ مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھرواره دربھنگہ میں تقریبا چار سالوں سے غائب ولا پتہ ہونے اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر فسخ نکاح کا معاملہ دائر کیا ہے۔ لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ ساعت ۱۳/ جمادی الاولی ۴۰ھ مطابق ۲۱/ جنوری ۲۰۱۹ء روز اتوار کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن دار القضاء مدرسہ اسلامیہ شکر پور بھرواره میں حاضر ہو کر رفع الزم کریں۔ واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ ساعت پر حاضر نہ ہونے یا کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

● معاملہ نمبر ۳۲/ ۴۷/ ۱۱/ ۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ کٹیہار) بی بی حسینہ خاتون بنت عبد السلام مقام واحد نگر صالح پور مہیش پور ڈاکخانہ صالح پور تھانہ پھلکا ضلع کٹیہار۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد زبیر ولد چاند خان مرحوم مقام رانی باغ ڈاکخانہ اٹاوہ تھانہ اٹاوہ ضلع اٹاوہ یوپی۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ کٹیہار میں ایک سال سے غائب ولا پتہ ہونے، اور نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنا پر فسخ نکاح کا دعویٰ دائر کیا ہے۔ لہذا اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں تاریخ ساعت ۳/ جمادی الاخری ۱۴۴۰ھ مطابق ۱۰/ جنوری ۲۰۱۹ء روز جمعرات کو مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں معاملہ تصفیہ ہو سکتا ہے، نیز اپنا اور اپنے گواہوں کا شناختی کارڈ ساتھ لائیں۔ فقط قاضی شریعت۔

● معاملہ نمبر ۴۷/ ۱۸۱۲/ ۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ بیگو سرائے) انوری خاتون بنت محمد رفیق مرحوم مقام کمتول ڈاکخانہ پکھٹول ضلع بیگو سرائے۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد مقصود ولد عبد الرشید مرحوم مقام حاجی سبحان ڈاکخانہ وضلع مونگیر۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ ضلع بیگو سرائے میں تقریبا ساڑھے تین سال سے غائب ولا پتہ ہونے نیز نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ دائر کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ ساعت ۵/ جمادی الاولیٰ ۴۰ھ مطابق ۱۲/ جنوری ۲۰۱۹ء روز سنیچر کو خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ مذکورہ تاریخ پر حاضر نہ ہونے اور کوئی پیروی نہ کرنے کی صورت میں معاملہ کا تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت۔

● معاملہ نمبر ۷/ ۷/ ۳۹ھ (متدائرہ دار القضاء امارت شرعیہ ٹیڑھا گاچھ کشن گنج) شاہینہ پروین بنت قربان علی مقام دھادھر ڈاکخانہ مٹیاری ضلع کشن گنج۔ فریق اول۔ بنام۔ محمد توقیر عالم ولد رئیس الدین مقام آسا ڈاکخانہ وتھانہ ٹیڑھا گاچھ کشن گنج۔ فریق دوم۔ اطلاع بنام فریق دوم۔ معاملہ ہذا میں فریق اول ساکنہ مذکورہ بالا نے آپ کے خلاف دار القضاء امارت شرعیہ مدرسہ فیاض العلوم جامع مسجد پھلوریہ ہاٹ ٹیڑھا گاچھ کشن گنج میں عرصہ ڈیڑھ سال سے غائب ولا پتہ ہونے نیز نان ونفقہ ودیگر حقوق زوجیت ادا نہ کرنے کی بنیاد پر نکاح فسخ کئے جانے کا دعویٰ کیا ہے، لہذا اس اعلان کے ذریعہ آپ کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں آئندہ تاریخ ساعت ۳/ جمادی الاولیٰ ۴۰ھ مطابق ۱۰/ جنوری ۱۸ء روز جمعرات پر خود مع گواہان وثبوت بوقت ۹/ بجے دن مرکزی دار القضاء امارت شرعیہ پھلواری شریف پٹنہ میں حاضر ہو کر رفع الزام کریں۔ واضح رہے کہ تاریخ مذکور پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں معاملہ تصفیہ کیا جا سکتا ہے۔ فقط۔ قاضی شریعت

ملی سرگرمیاں

مولانا مفتی محمد سہراب ندوی

مادری زبان کے خانے میں اردو بھریں مسلم طلبہ وطالبات: حضرت امیر شریعت

بہار اسکول ایگزامنیشن بورڈ نے ۲۰۲۰ء میں ہونے والے میٹرک کے امتحان کے لیے طلبہ و طالبات کا رجسٹریشن ۱۶/نومبر ۲۰۱۸ء سے شروع کیا ہے۔خاص بات یہ ہے کہ اس بارنویں درجہ میں ہی طلبہ وطالبات کا آن لائن رجسٹریشن کرایا جارہا ہے۔اس کے لیے بورڈ نے اسکولوں کو پابند کیا ہے کہ وہ فارم ڈاؤن لوڈ کرنے کے بعد طلبہ وطالبات سے پر کرا کر ویب سائٹ میں آن لائن اپ لوڈ کریں۔اس کے لیے انہوں نے اسکولوں کو بغیر تاخیری فیس کے ۱۰/ دسمبر تک اور ایک سو روپئے تاخیری فیس کے ساتھ ۱۵/دسمبر ۲۰۱۸ء تک کا وقت دیا ہے۔اس سلسلہ میں امیر شریعت بہار اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب نے تمام گارجین حضرات کے علاوہ ائمہ مساجد، سماجی خدمت گاران، اساتذہ، ارکان مجلس شوریٰ و عاملہ امارت شرعیہ، ارباب حل وعقد اور معاشرہ کے ذی ہوش و ذمہ دار حضرات سے اپیل کی ہے کہ انہیں اس سلسلہ میں فکر یہ کرنی چاہئے کہ اپنے اپنے علاقہ میں یہ بات یقینی بنائیں کہ تمام مسلم طلبہ وطالبات میٹرک کے امتحان کے لیے مضامین کا انتخاب کروقت مادری زبان کے زمرے میں اردو کو لازمی مضمون کے طور پر منتخب کریں اور اختیاری مضمون کے طور پر فارسی یا عربی کا انتخاب کریں۔اگر کوشش نہیں کی گئی اور بروقت اس پر توجہ نہیں دی تو کچھ بعید نہیں کہ اسکول والے من مانے طریقہ سے بچوں سے مادری زبان کے زمرے میں ہندی اور اختیاری مضمون کے طور پر سنسکرت یا کوئی اور مضمون بھروادیں۔اس لیے اس معاملہ پر توجہ بہت ضروری ہے۔اسکول والوں کو بھی اس سلسلہ میں خیال رکھنا چاہئے کہ مسلم طلبہ وطالبات کی مادری زبان کے خانے میں وہ اردو کو بھریں اور اختیاری مضمون کے خانے میں عربی یا فارسی بھریں۔

مولانا اسرار الحق قاسمیؒ نے مختلف جہتوں سے ملت کی خدمت کی: حضرت امیر شریعت

امارت شرعیہ اور خانقاہ رحمانی مونگیر میں تعزیتی نشست اور ایصال ثواب

ملک کی مشہور قومی، ملی، علمی وسیاسی شخصیت ممبر پارلیامنٹ، دارالعلوم دیوبند اور امارت شرعیہ مجلس شوریٰ کے رکن، کئی ملی و دینی اداروں کے بانی وسرپرست، جمعیۃ علماء ہند کے سابق جنرل سکریٹری حضرت مولانا اسرار الحق قاسمی کا جمعہ (مورخہ ۷/دسمبر ۲۰۱۸ء) کی شب دیر رات تقریباً ساڑھے تین بجے دل کا دورہ پڑنے کی وجہ سے انتقال ہوگیا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔آپ قریب ۷۷/سال کے تھے۔آپ کے انتقال پر امیر شریعت بہار، اڈیشہ وجھارکھنڈ حضرت مولانا محمد ولی رحمانی صاحب جنرل سکریٹری مسلم پرسنل لا بورڈ نے گہرے رنج وغم کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی رحلت سے مجھے ذاتی صدمہ پہونچا ہے، مولانا سے میرے دیرینہ مضبوط روابط رہے ہیں، دارالعلوم دیوبند میں طالب علمی کے زمانے سے ہی آپ سے گہرے تعلقات تھے، آپ مجھ سے ایک سال سینئر تھے، زمانۂ طالب علمی سے ہی آپ بہت مضبوط علمی صلاحیت کے مالک تھے اور ہمیشہ اپنے ہم درسوں میں ممتاز رہتے تھے۔آپ کی خدمات کا دائرہ وسیع ہے، آپ نے مختلف پلیٹ فارموں سے اور مختلف جہتوں سے اہم خدمات انجام دیں، نیز علاقے میں مکاتیب کی توسیع کی، ملت کے تئیں ہمدردی رکھنے والے، باصلاحیت، فکرمند عالم دین تھے، وہ آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ کے بھی باوقار رکن تھے، سادگی آپ کا خاص وصف تھا، ان کے انتقال سے علمی و دینی حلقوں میں ایک خلا پیدا ہوگیا ہے، جس کا پر ہونا بہت دشوار ہے۔اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل دے، مولانا کے حسنات اور خدمات کو قبول فرمائے، آخرت کے لیے ذخیرہ بنادے، اور قوم وملت کو آپ کا نعم البدل عطا کرے۔آمین

ناظم امارت شرعیہ مولانا انیس الرحمٰن قاسمی نے بھی مولانا کے انتقال پر رنج وغم کا اظہار کیا اور کہا کہ مولانا ہمہ جہت صلاحیتوں کے مالک تھے آپ کی پوری زندگی قوم وملت کی فلاح و بہبود کے لیے جدوجہد کرتے ہوئے بیتی، آپ کی گوناگوں صلاحیتوں سے قوم وملت نے خوب استفادہ کیا۔امارت شرعیہ سے بھی آپ کو قلبی تعلق تھا، آپ یہاں کی شوریٰ کی مجلسوں میں شریک ہوتے اور مفید مشورے دیتے تھے اور امارت شرعیہ کے کاز کی مضبوط حمایت کرتے اور اپنی سطح سے امارت شرعیہ کے پیغام کو عام کرنے میں کبھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ رکھتے۔واضح ہو کہ آپ کے انتقال کی خبر جیسے ہی امارت شرعیہ اور خانقاہ رحمانی میں پہونچی یہاں کا پورا ماحول سوگوار ہوگیا۔دونوں جگہوں پر ختم قرآن اور ایصال ثواب وتعزیت کی مجلس منعقد ہوئی اور آپ کے لیے مغفرت وبلندیٔ درجات کی دعا کی گئی۔حضرت امیر شریعت مدظلہ کی ہدایت پر نائب ناظم امارت شرعیہ کی قیادت میں امارت شرعیہ کا ایک موقر وفد کشن گنج میں ان کے آبائی گاؤں جنازہ اور تدفین میں شرکت کے لیے گیا اور نماز جنازہ وتدفین میں شریک ہوا۔حضرت امیر شریعت اور ناظم امارت شرعیہ کے علاوہ دیگر کارکنان وذمہ داران نے بھی اظہار تعزیت کیا۔

ناظم امارت شرعیہ کی صدارت میں بہار اردو اکیڈمی میں جلسۂ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

مورخہ ۲/دسمبر ۲۰۱۸ء کو بہار اردو اکیڈمی اشوک راج پتھ، پٹنہ میں ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام جلسۂ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا انعقاد حضرت مولانا انیس الرحمٰن قاسمی ناظم امارت شرعیہ کی صدارت میں کیا گیا۔اس جلسۂ سیرت میں ایران سے تشریف لائے علماء کا ایک وفد شریک ہوا، اس موقر وفد میں آقائی مہدوی مہر، نائب رئیس جامعۃ المصطفی عالمیہ ایران، مولانا ابراہیم فاضلی حسینی صاحب امام جمعہ اہل سنت و مہتمم جامعۃ الاحناف مشہد، ایران، مولانا سید یحیٰ فاضلی حسینی نائب مدیر جامعۃ الاحناف مشہد ایران، جناب وحید روشنی صاحب ماہر ثقافتی و مذہبی ہند، ایران، مولانا سید صادق الحسینی صاحب دہلی شامل تھے، ان کے علاوہ اجلاس میں پروفیسر مولانا محسن عثمانی ندوی حیدرآبا، مولانا مشہود عالم ندوی قادری پرنسپل مدرسہ اسلامیہ شمس الہدیٰ، مولانا پروفیسر شکیل احمد قاسمی صدر شعبہ اردو اورینٹل کالج پٹنہ، پروفیسر عبدالغفور صاحب ایم ایل اے مہیشی، مولانا رضوان احمد اصلاحی امیر جماعت اسلامی حلقہ پٹنہ، مولانا محمد عالم قاسمی امام وخطیب جامع مسجد دریاپور، جناب خورشید انور عارفی، فادر اینٹو جوزف، جناب ستیہ نارائن مدن، مولانا عبد الباسط ندوی سکریٹری المعہد العالی امارت شرعیہ، انجینئر عبید الرحمٰن ڈائرکٹر ابوالکلام ریسرچ فاؤنڈیشن، جناب ڈاکٹر سہیل احمد، مولانا افتخار نظامی، مولانا شمیم اکرم رحمانی، مولانا منہاج عالم ندوی، مولانا شہنواز عالم مظاہری اور مولانا سہیل سجاد قاسمی کے علاوہ علماء ودانشوران اور اہل علم حضرات کی ایک بڑی تعداد شریک تھی، اس جلسۂ سیرت کی نظامت کے فرائض جناب مولانا نور السلام ندوی نے انجام دیے۔اس موقع پر مولانا پروفیسر محسن عثمانی ندوی کی تالیف ''حرم کا پیر کلیسا سے آشنائی ہے'' کی رسم اجرا بھی علماء کرام کے ہاتھوں عمل میں آئی۔

جلسے سے خطاب کرتے ہوئے آقائی مہدوی مہر نائب رئیس جامعۃ المصطفیٰ مشہد ایران نے کہا: پروردگار عالم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے، اجلاس سیرت رسول کے اس حسین موقع پر تمام حاضرین کا شکر گذار ہوں اور مبارک باد دیتا ہوں۔یہ ایام نورانی ایام ہیں، یہ مبارک دن ہیں جن میں ہمارے قلوب آپس میں متحد ہونے چاہئیں۔ہمارے نبیؐ کا پیغام پوری دنیا کے لیے پیغام رحمت تھا یہاں تک کہ جنہوں نے پیغمبر اسلام سے دشمنی روا رکھا، جب آپ نے ان پر فتح پالیا تب بھی ان سے آپ نے انتقام نہیں لیا بلکہ ان کے ساتھ مہر ومحبت اور معافی اور عفو کا معاملہ کیا۔جب آپ کسی دشمن پر غلبہ پاتے اور دشمن اسیر ہوجاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس اسیر کو آزاد کردیا کرتے تھے۔ہم لوگ نبی رحمت کے ماننے والے ہیں ہمارا رویہ بھی آپس میں محبت ورحمت والا ہو اور ہمیں پوری دنیا کے اندر رحمت ومحبت کا پیغام پیش کرنا چاہئے۔شیخ محمد ابراہیم فاضلی امام جمعہ مشہد و مہتمم جامعۃ الاحناف نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی کو دو باب میں تقسیم کیا جاسکتا ہے ایک باب رحمت کا ہے، دوسرا باب وحدت کا ہے۔پہلے باب کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات تمام عالم کے لیے حتیٰ کہ کفار ومشرکین کے لیے بھی رحمت ہے۔دوسرے باب کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ نے اپنی تعلیمات میں پوری امت کو توحید ورسالت کے نام پر متحد ہونے کی تعلیم دی ہے اور اختلاف و انتشار سے منع کیا ہے۔اپنے صدارتی خطاب میں ناظم امارت شرعیہ نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی اعلیٰ اخلاق، انسانی اقدار، محبت، شرافت، انسانی ہمدردی، غمخواری، کمزوروں، ضعیفوں، یتیموں، بیواؤں کی خبر گیری، رحمدلی، صداقت وامانت اور عدل وانصاف کی اعلیٰ ترین مثال اور نمونہ ہے، ایک بہترین اور آئیڈیل انسان کے اندر جتنی بھی خوبیاں اور کمالات ہوسکتے ہیں وہ سب آپ کے اندر بدرجہ اتم موجود تھے، ان کے امتی ہونے کی حیثیت سے ہم سب کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے اندر یہ صفات پیدا کریں اور پوری دنیا میں ان کو عملی شکل میں پیش کریں۔اس جلسہ سے مولانا مشہود احمد قادری، پروفیسر محسن عثمانی ندوی، مولانا پروفیسر شکیل احمد قاسمی، مولانا محمد عالم قاسمی، ستیہ نارائن مدن نے بھی خطاب کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو سامعین کے سامنے رکھا۔آخر میں مولانا شیخ ابراہیم فاضلی صاحب کی دعا پر پروگرام اختتام کو پہونچا۔

امارت شرعیہ کے تربیتی اجلاس سے پورے علاقہ میں بیداری کی لہر پیدا ہوئی

ڈھاکہ میں مجلس استقبالیہ کی تاثراتی و تجزیاتی نشست میں اہل چمپارن کے خیالات

مورخہ ۴/دسمبر کو مشرقی چمپارن کے ڈھاکہ میں امارت شرعیہ کے دوروزہ خصوصی تربیتی اجلاس کے لیے بنائی گئی مجلس استقبالیہ کی ایک تاثراتی وتجزیاتی نشست آزادنگر ڈھاکہ میں مولانا سہیل احمد ندوی نائب ناظم امارت شرعیہ کی صدارت میں منعقد ہوئی، اس نشست میں مجلس استقبالیہ کے ارکان کے علاوہ بڑی تعداد میں علاقہ کے اہل علم، علماء اور دانشوران شریک ہوئے۔اس نشست میں اہل علاقہ نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ امارت شرعیہ کے اس خصوصی اجلاس سے پورے علاقہ میں دینی وملی بیداری کی ایک لہر پیدا ہوئی ہے۔اہل علاقہ نے اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے اس کے لیے امیر شریعت حضرت مولانا سید محمد ولی رحمانی صاحب دام برکاتہم اور امارت شرعیہ کا خوب شکریہ ادا کیا کہ امارت شرعیہ نے اس علاقہ کے اندر دینی وملی بیداری پیدا کرنے اور معاشرہ کی اصلاح کی طرف توجہ دی، حضرت امیر شریعت مدظلہ کی آمد سے پورے علاقہ کو آپ کے علمی وروحانی فیوض و برکات کے حاصل کرنے کا موقع ملا۔انہوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ بار بار ایسے جلسے ہوں اور ہر بار امیر شریعت دامت برکاتہم چمپارن کی زمین کو اپنے قدم رنجہ کی سعادت بخشیں۔اس موقع سے مجلس استقبالیہ کے ارکان نے تمام شرکاء کے سامنے ۱۹/۲۰/نومبر کو ڈھاکہ میں منعقد دوروزہ اجلاس کے سلسلہ میں ہونے والے آمد وخرچ کا حساب بھی پیش کیا۔تمام حاضرین نے اس پر اطمینان کا اظہار کیا اور خسارہ کو پورا کرنے کا عزم مصمم کیا۔اس تاثراتی وتجزیاتی نشست سے مولانا قمر انیس قاسمی رئیس المبلغین امارت شرعیہ نے امارت شرعیہ کی تاریخ اور خدمات کے حوالہ سے موثر خطاب کیا، انہوں نے امیر شریعت مدظلہ کی ذات کو اس دور میں امت مسلمہ کے لیے نعمت عظمیٰ قرار دیا۔اس نشست میں شرکت کرنے والوں میں جناب رحمت اللہ صاحب مکھیا، نیک محمد صاحب مکھیا، جناب مظہر صاحب، جناب وصی احمد صاحب، جناب کمال احمد صاحب، جناب محمد مجتبیٰ صاحب، جناب شکیل احمد صاحب، جناب شہاب الدین صاحب، مولانا امان اللہ صاحب صدر مجلس استقبالیہ، مولانا عبد الکریم صاحب، مولانا انصار صاحب، سلطان احمد صاحب، صغیر احمد صاحب، جناب الیاس صاحب، جناب طفیل احمد ہاشمی صاحب، جناب نذیر احمد صاحب، جناب معین الدین صاحب، جناب عبد الغفار صاحب، جناب محمود عالم صاحب، جناب بدر الدجیٰ صاحب، جناب محمد شکیل صاحب، جناب محمد وصی اختر صاحب، مولانا مجیب الرحمٰن صاحب وغیرہ شریک ہوئے، سبھی شرکاء نے مشترکہ طور پر اس دوروزہ اجلاس کو انتہائی کامیاب اور تاریخی اجلاس قرار دیا اور امارت شرعیہ کے کاز کو آگے بڑھانے کا عہد کیا۔اس موقع سے ڈھاکہ کے قاضی شریعت مولانا مفتی اطہر جاوید قاسمی نے تمام اہل چمپارن کا شکریہ ادا کیا۔آخر میں مولانا امان اللہ صاحب صدر مجلس استقبالیہ کی دعا پر مجلس اختتام کو پہونچی۔اس کے بعد لہن ڈھاکہ کی جامع مسجد میں بھی بعد نماز مغرب ایک تاثراتی وشکرانے کی نشست منعقد ہوئی، جس میں بڑی تعداد میں اہل علاقہ شریک ہوئے اور اپنے جذبات وخیالات کا اظہار کیا۔

Volume:56/66,Issue:48 Printed & Published by Sohail Ahmad Nadwi, on behalf of Imarat Shariah Phulwari Sharif, Patna, Printed at Azimabad Printers, R.C.F./105, Ground Floor, B.H. Colony, Bhootnath Road, Kankarbagh, Patna-800026 and Published from Naqueeb Office Imarat Shariah, Phulwari Sharif, Patna-801505, Editior: (Mufti) Mohammad Sanaul Hoda (Quasmi)

سخت مشکل ہے ظہور ذات بھی
ہر ادا کو خود نمائی مت کہو
(عطاعابدی)

LEADING URDU JOURNAL OF IMARAT-E-SHARIAH
BIHAR ORISSA JHARKHAND
THE NAQUEEB WEEKLY
PHULWARI SHARIF,PATNA 801505
SSPOS PATNA Regd.No.PT 14-6-18-20
R.N.I.N.Delhi,Regd No-4136/61

قرآن کریم منارۂ نور و ہدایت

حماد نعمانی قاسمی زیر تربیت قضا امارت شرعیہ

اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لئے مختلف کتابیں نازل فرمائیں جن میں چار آسمانی کتابیں خاص طور سے مشہور ہیں، توریت، زبور، انجیل اور قرآن کریم، توریت حضرت موسیٰؑ پر نازل ہوئی، زبور حضرت داوٗدؑ کو دی گئی، انجیل حضرت عیسیٰؑ پر اتاری گئی، اور سب سے مقدس و متبرک کتاب قرآن کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی تاکہ لوگوں کو تاریکی سے نکال کر راہ راست پر لایا جائے۔

قرآن کریم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ معجزہ ہے، اس کتاب نے لوگوں کے دلوں میں ہدایت کی روح پھونک دی، قلیل مدت میں لوگوں کی زندگی میں عظیم انقلاب برپا کردیا، اس کی آیتوں کی برکات و ثمرات کے نتیجے میں پتھر دل موم ہو گئے، اور پتھریلی آنکھوں سے سیل اشک رواں ہو گیا، جو کل تک رہزن تھے وہ رہبر بن گئے، اور جو فسق و فجور میں ملوث تھے وہ فلاح و کامرانی کی راہ پر گامزن ہو گئے۔

قرآن کریم کے ذریعہ ایسا صالح معاشرہ وجود میں آیا جو آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے وہ باہم شیر و شکر ہو گئے، جس سوسائٹی میں قتل و غارت گری کا بازار گرم تھا اس میں امن و امان کی ہوائیں چلنے لگیں، اسی کتاب کی اثر انگیزی کا نتیجہ تھا کہ جو نبی علیہ السلام کو قتل کرنے کے ارادہ سے نکلے تھے وہ مشرف با سلام ہو گئے، اسی کتاب کی تاثیر تھی کہ نبی علیہ السلام کے نام لیواؤں نے قیصر و کسریٰ کے غرور کو خاک میں ملا دیا، اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا گیا تاکہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیں، انہیں حکمت سکھائیں، چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے ”حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان کیا کہ ان کے درمیان انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اللہ کی آیتوں کی تلاوت کرے، انہیں پاک و صاف بنائے اور انہیں قرآن و حکمت کی تعلیم دے جب کہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی ہوئی گمراہی میں تھے (آل عمران: ۱۶۴)

قرآن کریم واحد کتاب ہے جو تحریف کی ہزارہا کوششوں کے باوجود بالکل محفوظ ہے، اور شک و شبہ سے مبرہ ہے، جس میں غلط باتیں داخل نہیں ہوسکتی ہیں، یہ کلام ایمان و یقین، توحید و رسالت اور آخرت وغیرہ کے مضامین پر مشتمل ہے، دنیا میں معمولی سی کتاب ہو یا مختصر سا رسالہ اس کو زبانی یاد کرنا کس قدر دشوار ہوتا ہے، اور اگر کوئی حفظ کر لے تو اس کو طویل عرصہ تک یاد رکھنا نہ صرف مشکل، بلکہ ناممکن ہوتا ہے، جبکہ دوسری طرف قرآن کریم کو یاد رکھنا اور اس کو حفظ کرنا کس قدر آسان ہے، بارہا سننے اور دیکھنے میں آتا ہے کہ کسی نے بصارت سے محروم ہونے کے باوجود اس کتاب کو اپنے سینے میں محفوظ کر رکھا ہے تو کسی نے صرف ایک ماہ میں تو کسی نے دو ماہ میں قرآن حفظ کرلیا ہے، یہ قرآن کریم کا کھلا معجزہ ہے، اور باری تعالیٰ نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خود لی ہے ”ہم نے اس کلام کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں (الحجر ۹) جب کہ دوسری آسمانی کتابیں تحریف سے نہ بچ سکیں، ان کے متبعین نے ان میں تحریف کردی، لیکن قرآن کریم تمام تحریفات سے پاک ہے، ایک شاعر نے اسی مضمون کو عمدہ اسلوب میں ادا کیا ہے:

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے ۔۔۔ وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے

قرآن کریم دنیا کی سب سے زیادہ پڑھی جانے والی کتاب ہے، جو حضرات اس کے حافظ ہیں اور تجوید کے ساتھ پڑھتے ہیں اور اس پر عمل بھی کرتے ہیں، تو ان کے لئے بے پناہ اجر و ثواب ہے، اور جو لوگ اس کو اچھے انداز میں یاد کرنے اور پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن وہ اس میں دشواریاں محسوس کرتے ہیں تو ان کے لئے بھی ثواب کی خوشخبری آئی ہے، چنانچہ ایک حدیث میں وارد ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ بھی ہے تو اس کا مقام مکرم فرشتوں کے ساتھ ہوگا، اور جو شخص قرآن پڑھتا ہے اور اس کو یاد کرنے کی کوشش کرتا ہے، لیکن اس میں اس کو دشواریاں ہوتی ہیں تو اس کے لئے دوہرا اجر ہے (بخاری)

اس کتاب میں اللہ تعالیٰ نے عجب کشش رکھی ہے کہ اس کی جانب انسانی طبیعت خود بخود کھنچی چلی آتی ہے، یہ دلوں کے شفا اور ہدایت کا ذریعہ ہے، جو لوگ اس کے سیکھنے اور سکھانے کے لئے فکرمند ہوتے ہیں، اس کے لئے کاوشیں کرتے ہیں، اس کی تعلیمات کو زندہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس کلام کو بچوں کے سینوں میں محفوظ کرانے کے لئے مدارس و مکاتب کی شکل میں جال بچھاتے ہیں تو ایسے لوگوں کے سلسلہ میں حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ”تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے (بخاری) ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ”لوگوں میں اللہ کے کچھ خاص بندے ہیں، صحابہ کرام عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون ہیں؟ تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل قرآن ہی اللہ تعالیٰ کے اولیاء اور اسکے خاص بندے ہیں (احمد)

مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوا کہ قرآن پڑھنے اور پڑھانے والوں کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک خصوصی مقام ہے، اور ایسے لوگ اللہ کے منتخب اور چنیدہ بندے ہوتے ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ قرآن پڑھنے اور پڑھانے کے ساتھ اس کے احکام پر عمل کرنے کی بھی توفیق عطا فرماتے ہیں، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مومن قرآن پڑھتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے تو اس کی مثال اترجہ (چکوترا) کی طرح ہے اس کا ذائقہ اور خوشبو دونوں عمدہ ہے، اور جو مومن قرآن نہیں پڑھتا ہے، البتہ اس پر عمل کرتا ہے تو وہ کھجور کی طرح ہے کہ اس کا صرف ذائقہ عمدہ ہے، لیکن اس میں خوشبو نہیں ہے، اور جو منافق قرآن پڑھتا ہے وہ اس پھول کی طرح ہے جس کی صرف خوشبو عمدہ ہے، لیکن ذائقہ تلخ ہے، اور جو منافق قرآن نہیں پڑھتا ہے وہ ایلوے کی طرح ہے اس کا ذائقہ اور بو دونوں کڑوے ہیں (بخاری)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صرف قرآن پڑھنا اور پڑھانا کافی نہیں ہے، بلکہ اس پر عمل کرنا نہایت ضروری ہے، اور عمل اسی وقت ممکن ہے جب آدمی قرآن کریم کے مفاہیم اور مراد خداوندی کو سمجھتا ہو، لیکن اگر صرف الفاظ قرآنی کو یاد کرلیا جائے اور اس کے مفاہیم سے شناسائی نہ ہو، نہ اس کے احکام پر عمل کیا جا رہا ہو تو ایسے لوگ بڑے محروم القسمت ہیں،

قرآن ایسی کتاب ہے جسے حفظ کرنے اور اس کے احکامات پر عمل کرنے کا فائدہ صرف اپنی ذات تک محدود نہیں ہے، بلکہ اس کے پڑھنے اور عمل کرنے کی وجہ سے جہاں خود قاری کو ثواب ملتا ہے، وہیں حفاظ قرآن اور عاملین قرآن کے والدین کو بھی قیامت کے دن بڑے اعزاز و اکرام سے سرفراز کیا جائے گا، جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ”جو شخص قرآن پڑھے اور اس کے احکام پر عمل بھی کرے تو قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا، جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی زیادہ ہوگی اگر وہ سورج اس دنیا میں تمہارے گھروں میں ہو تو پھر تمہارا کیا گمان ہے اس شخص کے متعلق جس نے اس کے احکام پر عمل بھی کیا ہوگا (احمد)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ”جس نے قرآن پڑھا پھر اس کو حفظ کیا اور اس کے حلال کو حلال جانا اور اس کے حرام کو حرام سمجھا، حق تعالیٰ شانہ اس کو جنت میں داخل فرمادینگے، اور اس کے گھرانے میں سے ایسے دس آدمیوں کے بارے میں اس کی شفاعت قبول فرمائینگے، جن کے لئے جہنم واجب ہو چکی ہوگی (ترمذی)

قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ نے منبع ہدایت بنایا، جس کے ذریعہ ہزاروں لوگ کامیابی سے ہمکنار ہوئے، لیکن اس کتاب کو نظر انداز کرنے والوں کے حق میں گمراہی کا ذریعہ بھی بنایا، باری تعالیٰ اس حقیقت کو قرآن میں واضح فرماتے ہیں ”یضل به كثيراً و يهدی به كثيراً و ما يضل به الا الفاسقين“ (اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بہت سے لوگوں کو گمراہی میں مبتلا کرتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت نوازتا ہے مگر گمراہ انہیں کو کرتا ہے جو نافرمان ہیں) (بقرہ ۲۶) موجودہ دور کے مستشرقین اس کتاب کو پڑھتے ہیں اور نت نئے اعتراضات پیدا کرتے ہیں تاکہ کلام اللہ میں شک و شبہ پیدا کرسکیں اور اس کی حقانیت کو لوگوں کی نگاہوں میں مشکوک بنایا جاسکے، لیکن ان سب کے باوجود آج یہود و نصاریٰ کی ایک بڑی تعداد اس کتاب کو پڑھ کر زیور اسلام سے آراستہ ہو رہی ہے، اور اس کی حقانیت پر ان کا یقین مزید مستحکم ہوتا جا رہا ہے۔

افسوس صد افسوس! اتنی بشارتوں کے باوجود ہمارے دلوں میں اس کتاب کی وقعت اس طرح پیدا نہیں ہو پائی جیسی ہونی چاہئے، ہم اپنی اولاد کو دنیوی تعلیمات سے آراستہ کرتے ہیں، لیکن ہم انہیں قرآن کریم سکھانے کا اہتمام نہیں کرتے، ہم نے اس کتاب کو صرف مردہ بخشوانے کی کتاب سمجھ لیا ہے، جب کسی کا انتقال ہوتا ہے تو قرآن کریم کی چند آیات تلاوت کرلی جاتی ہیں پھر اس کو الماری کی زینت بنا دیا جاتا ہے، جب کسی دکان و مکان کا افتتاح ہوتا ہے تو اس کی تلاوت سے اس کی فضا گونجتی نظر آتی ہے، لیکن اس کے بعد پھر دوکان و مکان کے در و دیوار ہمیشہ اس آواز کو سننے کے لئے ترستے رہتے ہیں، امت کا بڑا طبقہ اس کتاب کی تعلیم اور اس کے احکام سے نابلد ہے، ایک طبقہ ایسا بھی ہے جسے قرآن پڑھنا بھی نہیں آتا، ایک حدیث میں وارد ہے کہ ”جس شخص کے سینے میں قرآن کا کچھ بھی حصہ نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے“ (ترمذی)

آج ضروری ہے کہ ہم دلوں میں قرآنی احکام سیکھنے کا داعیہ پیدا کریں، اللہ ہمیں اس کے احکامات کو زندہ کرنے والا بنائے، اور اس کی خدمت کے لئے ہمیں قبول فرمائے (آمین)

WEEK ENDING-10/12/2018, Fax : 0612-2555280, Phone:2555351,2555014,2555668, E-mail: naqueeb.imarat@gmail.com, Web. www.imaratshariah.com,
نقیب قیمت فی شمارہ -/6 روپے ششماہی -/200 روپے سالانہ -/300 روپے